http://knooz-e-dil.blogspot.
حرمتِ ماتم
حضرت العلّام
مولانا اللہ یار خان
رحمۃ اللہ علیہ
ادارۂ نقشبندیہ اویسیہ
دار العرفان منارہ چکوال
http://knooz-e-dil.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ حرمت ماتم

حامداً ومصلیاً امّا بعد:

شیعہ اخبار صداقت مجریہ ۲۰ اپریل و مئی اور ۲۰ جون تا ۵ اگست ۱۹۵۶ء کے تمام پرچے میری نظر سے گزرے۔ جن میں روئے سخن تو عزیزم مولانا قریشی دوست محمد کی طرف تھا، مگر چونکہ ان بے مغز خرافات کی طرف کسی نے توجہ نہ فرمائی، تو میں نے دیکھا کہ ان اخباروں سے عوام غلطی میں پڑ کر اس صریح شرک میں مبتلا ہو جائیں گے اس لیے میں نے اس ماتم کے متعلق کتب شیعہ سے احادیثِ ائمہ اور اقوالِ ائمہ اور احادیث رسولِ کریم ﷺ اور تعامل آئمہ کو اس رسالہ میں جمع کر کے اس امر کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ماتم کرنیوالا بحکم اَئمہ کرام جن کو شیعہ حضرات مثل رسول معصوم ومفترض الطاعت سمجھتے ہیں، خارج از ایمان واسلام ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ، کتب شیعہ سے بے پناہ دلائل اس امر کے پیش کروں گا کہ ماتمی ایمان سے خارج ہے اور یہی مذہب تھا تمام علمائے متقدمین شیعہ کا۔

یاد رکھیے اس رسالہ میں جب لفظ "ماتمی" کا یا "تعزیہ پرست ماتمی" یا "پوجاری ذوالجناح ماتمی" کا آئے گا تو اس سے مولوی اسماعیل شیعہ ایڈیٹر صداقت مراد ہو گا۔ اور "ماتمیان" سے، عام شیعہ حضرات۔

ماتمی صاحب نے جو دلائل جوازِ ماتم حسینؓ پر پیش کئے ہیں۔ اُن کی قدر تو آج اگر ابن سبا ہوتا یا زرارہ وابوبصیر ہوتے تو کرتے۔ شیعہ کو کیا قدر ہے ان دلائل کی۔ یا معز الدولہ وتیمور لنگ وقاتلین امام پاک سنتے تو خوش ہوتے جنہوں نے کنبہ رسول ﷺ کو بے رحمی وبے دردی سے شہید کیا تھا۔ اور رو پیٹ کر پاک صاف ہو گئے تھے۔ نام تو ہے کہ ہم غمِ حسینؓ کرتے ہیں مگر اس مجلس میں سوائے توہین اہل بیت و فتح یزید اور تبرا اور مہاجرین اولین کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں ہوتا، اور اُن لوگوں کو گالیوں کی لپیٹ میں لایا جاتا ہے جن کو شہادت امام حسینؓ سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ جو شہادت امام حسینؓ سے مدتِ مدید پہلے دُنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور خواتین اہل بیت کے متعلق کہا جاتا ہے، کہ ان کو بے پردہ کیا گیا تھا۔ اور ان کو کنیز بنایا گیا تھا۔ یہ بالکل سفید جھوٹ اور افترا ہے خواتین ہاشمی کے ساتھ نہ یہ سلوک ہوا۔ نہ ہی کوئی اسے برداشت کر سکتا ہے۔

حجاج بڑا ظالم اور سفاک تھا۔ بنو اُمیہ کا ستون تھا، اس نے عبداللہ بن جعفر کی لڑکی سے نکاح کیا تو خود بنو اُمیہ ہی برداشت نہ کر سکے۔ تلواریں لے کر کھڑے ہو گئے۔ آخر حجاج کو وہ خاتون جُدا کرنی پڑی۔ یہ قصہ منہاج السنہ میں مذکور ہے۔ جب مسلمان ہاشمی عورت کے نکاح پر راضی نہ ہوتے جو شرعاً جائز تھا۔ تو بتایئے اس قسم کے ظلم پر وہ کیسے تیار ہوتے؟

دوستو! امام حسینؓ سے جو کچھ کیا۔ اُن نو مسلم شیعہ کوفیوں نے کیا۔ جس کو تفصیلاً ناچیز نے رسالہ شکستِ اعدائے حسینؓ میں بڑی شرح وبسط سے لکھا ہے۔ ماتم حسینؓ میں بڑے بڑے غلط واقعات بیان کئے جاتے ہیں جن کا نہ کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر، اور اس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ حرمت ماتم

حامداً و مصلیاً اما بعد:

شیعہ اخبار صداقت مجریہ ۲۰ر اپریل و مئی اور ۲۰ جون تا ۵ر اگست ۱۹۵۶ء کے تمام پرچے میری نظر سے گزرے۔ جن میں روئے سخن تو عزیزم مولانا قریشی دوست محمد کی طرف تھا، مگر چونکہ ان بے مغز خرافات کی طرف کسی نے توجہ نہ فرمائی، تو میں نے دیکھا کہ ان اخباروں سے عوام غلطی میں پڑ کر اس صریح شرک میں مبتلا ہو جائیں گے اس لیے میں نے اس ماتم کے متعلق کتب شیعہ سے احادیثِ ائمہ اور اقوالِ ائمہ اور احادیث رسولِ کریم ﷺ اور تعامل آئمہ کو اس رسالہ میں جمع کر کے اس امر کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ماتم کرنیوالا بحکم ائمہ کرام جن کو شیعہ حضرات مثلِ رسُول معصوم و مفترض الطاعت سمجھتے ہیں، خارج از ایمان و اسلام ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ، کتب شیعہ سے بے پناہ دلائل اس امر کے پیش کروں گا کہ ماتمی ایمان سے خارج ہے اور یہی مذہب تھا تمام علمائے متقدمین شیعہ کا۔

یاد رکھیے اس رسالہ میں جب لفظ "ماتمی" کا یا "تعزیہ پرست ماتمی" یا "پوجاری ذوالجناح ماتمی" کا آئے گا تو اس سے مولوی اسماعیل شیعہ ایڈیٹر صداقت مراد ہو گا۔ اور "ماتمیان" سے عام شیعہ حضرات۔

ماتمی صاحب نے جو دلائل جوازِ ماتم حسینؓ پر پیش کیے ہیں۔ اُن کی قدر تو آج اگر ابن سبا ہوتا یا زرارہ و ابوبصیر ہوتے تو کرتے۔ شیعہ کو کیا قدر ہے ان دلائل کی۔ یا معزالدولہ و تیمور لنگ و قاتلین امام پاک سنتے تو خوش ہوتے جنہوں نے کنبہ رسُول ﷺ کو بے رحمی و بے دردی سے شہید کیا تھا۔ اور لوٹ پیٹ کر پاک صاف ہو گئے تھے۔ نام تو ہے کہ ہم غمِ حسینؓ کرتے ہیں مگر اس مجلس میں سوائے توہین اہل بیت و فتح یزید اور تبرا اور مہاجرین اولین کو گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں ہوتا، اور اُن لوگوں کو گالیوں کی لپیٹ میں لایا جاتا ہے جن کو شہادت امام حسینؓ سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ جو شہادت امام حسینؓ سے مدتِ مدید پہلے دُنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور خواتین اہل بیت کے متعلق کہا جاتا ہے، کہ ان کو بے پردہ کیا گیا تھا۔ اور ان کو کنیز بنایا گیا تھا۔ یہ بالکل سفید جھُوٹ اور افترا ہے خواتین ہاشمی کے ساتھ نہ یہ سلوک ہوا۔ نہ ہی کوئی اسے برداشت کر سکتا ہے۔

حجاج بڑا ظالم اور سفاک تھا۔ بنو اُمیہ کا ستون تھا، اس نے عبداللہ بن جعفر کی لڑکی سے نکاح کیا تو خود بنو اُمیہ ہی برداشت نہ کر سکے۔ تلواریں لے کر کھڑے ہو گئے۔ آخر حجاج کو وہ خاتون جُدا کرنی پڑی۔ یہ قصہ منہاج السنہ میں مذکور ہے۔ جب مسلمان ہاشمی عورت کے نکاح پر راضی نہ ہوتے جو شرعاً جائز تھا۔ تو بتایئے اس قسم کے ظلم پر وہ کیسے تیار ہوتے؟

دوستو! امام حسینؓ سے جو کچھ کیا۔ اُن نو مسلم شیعہ کوفیوں نے کیا۔ جس کو تفصیلاً ناچیز نے رسالہ شکستِ اعدائے حسینؓ میں بڑی شرح و بسط سے لکھا ہے، ماتمِ حسینؓ میں بڑے بڑے غلط واقعات بیان کئے جاتے ہیں جن کا نہ کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر، اور اس

غلطی میں بڑے بڑے ذی علم بھی مبتلا ہوئے جیسا علامہ بغوی۔ علامہ ابن ابی الدنیا وغیر ذالک کاشفی کی روضۃ الشہداء سے وہ خرافات بیان کئے جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ حالانکہ یہ کاشفی کٹر رافضی تھا۔ عاشورہ کے فضائل میں جس قدر احادیث وضع کی گئی ہیں۔ یہ تمام مختار بن عبید ثقفی کی وضع شدہ ہیں اور حجاج بن یوسف کی۔ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط کے صفحہ ۱۴۴ پر نقل فرمایا ہے۔

ثبت فی صحیح مسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال سیکون فی ثقیف کذاب ومبیر وکان المختار بن ابی عبید وکان تیشیع وینتصر الحسین ثم اظہر الکذب والافتراء علی اللہ وکان فیہا الحجاج ابن یوسف وکان فیہ انحراف علی علیؓ

مسلم شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ قبیلہ ثقیف میں کذاب ومبیر ہوں گے اور مختار بن ابی عبید شیعہ اور امام حسینؓ کا مددگار تھا۔ پھر جھوٹ اور افتراء کو ظاہر کیا خدا تعالیٰ پر (نبوت کا دعویٰ کرکے) اور حجاج بن یوسف اور اس میں انحراف تھا، حضرت علیؓ کی طرف سے۔
ان دونوں کذابوں کی پارٹیوں نے خوب خوب احادیث عاشورہ کے لئے وضع کی ہیں۔ اسی صفحہ ۱۴۴ پر فرماتے ہیں کہ شیعہ نے ماتم کی اور پیاسا رہنے وغیرہ وغیرہ کی حدیثیں گھڑی ہیں اور حجاج بن یوسف نے فضائل میں حدیثیں وضع کی ہیں۔

قال احدث بعض اہل الاہواء فی یوم عاشورہ من التعطش والتحزن والتجمع وغیر ذلک من الامور المحدثۃ التی لم یشرعہا اللہ ولا رسولہ ولا احد من السلف لا من اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ وسلم ولا من غیر ہو۔

فرمایا بعض اہل ہوا یعنی شیعہ نے بدعتیں پیدا کی ہیں عاشورہ میں مثلاً پیاسا رہنا یعنی پانی نہ پینا، فاقہ کرنا، روٹی نہ کھانا، غم کرنا، جمع ہونا یعنی عورتوں مردوں کا وغیرہ ذالک، سینہ کوبی، زنجیر زنی، سیاہ لباس وغیرہ ذالک تمام بدعتیں ہیں۔ نئی پیدا شدہ جن کا حکم نہ خدا نے دیا۔ نہ رسولؐ نے نہ کسی ایک نے سلف صالحین سے نہ ائمہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی غیر نے علماء سے۔
بعد چند سطروں کے فرمایا اسی صفحہ ۱۴۴ پر۔

واما اتخاذ امثال ایام المصائب ماتماً فلیس ہذا من دین المسلمین بل ہو الی دین الجاہلیہ اقرب۔

اور بہرحال امام حسینؓ کے مصیبت کے دنوں میں ماتم کا قائم کرنا یہ مسلمانوں کے دین سے نہیں ہے بلکہ یہ ماتم کرنا وغیرہ کافروں کے قریب ہے۔

فائدہ۔ معلوم ہوا کہ فاقہ کرنا اور پانی نہ پینا جس کو ماتمی صاحب نے سنت حسینؓ سے تعبیر کیا ہے "صداقت" میں غم کرنا، عورتوں، مردوں کا جمع ہوکر ماتم کرنا، اس کا ثبوت نہ قرآن سے، نہ حدیث سے، نہ ائمہ اہل بیت سے، نہ اسلام سے ہے بلکہ تمام رسومات کفار کی ہیں مبارک باد۔ ماتمی صاحب نے عاشورہ کے روزہ کو منسوخ فرماکر بدعت سے خارج کیا تھا۔ مگر فاقہ کشی کو کار ثواب کہا ہے جو اہل ہنود ہند کی رسم ہے، وہ سنتِ حسینؓ بنائی ہے معاذاللہ یاد رکھنا شہادتِ حسینؓ سابقہ حوادثات سے بڑا حادثہ نہیں ہے۔ بنی اسرائیل میں انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا گیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدری احدی جو محض رضائے الٰہی کی خاطر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے شہید ہوئے جن کی شہادت قرآن دیتا ہے ان سے امام کی شہادت کوئی بڑھ کر نہیں ہوئی۔ یہ ایک تاریخی واقعہ تھا۔ اس پر رافضیوں نے مذہبی رنگ کچھ اس طرح چڑھایا کہ اب سوائے شہادت کے کوئی ذکر بھی نہیں۔ ہر جگہ امام حسینؓ

کو سید الشہداء پکارا جاتا ہے۔

حالانکہ یہ لقب صرف امیر حمزہ رضی اللہ عنہ عم رسول ﷺ کے لئے خود رسول کریم ﷺ نے منتخب فرمایا تھا۔ کسی غیر پر اس کا اطلاق ٹھیک بھی نہیں۔ ان ماتمیوں کا ماتم بھی تمام دنیا سے نرالا ہے۔ ہمیشہ جب کوئی مر جاتا ہے تو بعد موت دنیا اس پر غم کرتی ہے مگر یہ ماتمی امام کا ماتم امام کی زندگی میں کرتے ہیں۔ یعنی دسویں محرم تک جب امام بمعہ کنبہ شہید ہو جاتا ہے تو یہ خوشی سے گھر چلے جاتے ہیں۔ جیسا کوئی دشمن کی زندگی میں ناخوش ہوتا ہے جب دشمن مر جاتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے۔ ٹھیک یہ رافضی بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ بھلا کیونکر نہ کریں۔ یہ کوئی محبّ تو نہیں محبّ ہوتے تو بعد دسویں تاریخ کے ماتم کرتے۔

اجی یہ تو چاول پر ماتم کر رہے ہیں۔ یہ تو رقم کے خرید شدہ ماتمی ہیں۔ ہم نے دیکھا آٹھ آٹھ آنہ پر خرید کر ماتم کرایا گیا۔

ذاکر صاحب بغیر فیس مجلس نہیں پڑھتے۔ ایمان سے بتائیں یہ خرید شدہ آنسو یہ خرید شدہ ٹکے، یہ خرید شدہ طمانچے تم کو کوئی فائدہ دیں گے، یا امام کو۔

اے پیٹ کے ماتمیو! اے روپے پیسے کے ماتمیو! تم دعویٰ محبت کا کرتے ہو۔ تم نے اسلام کی پیشانی پر ماتم کا وہ بدنما دھبہ لگایا ہے کہ آج غیر مسلم بھی تم کو دیکھ کر ہنستے ہیں۔ تم نے اسلام میں علاوہ شرک کے جو تابوت وغیرہ بناتے جو بت پرستی سے کم نہیں بزدلی پیدا کی۔ مجاہد بہادروں کو بزدل بناتے ہو، خدا تم کو حق سمجھائے اور شرکی فعل سے باز آجاؤ آمین ثم آمین۔

مصیبت اعظم تمام مصائب سے بڑی مصیبت رسول ﷺ کی موت تھی اس

پر شیعہ سنی کا اتفاق ہے۔ جس مصیبت کا مقابلہ نہ مصیبت امام حسینؓ کر سکتی ہے۔ نہ کسی غیر کی۔ بھلا کیونکر ہو۔ وحی بند ہوئی۔ قرآن کا نزول بند ہوا جو اللہ کے فضل و کرم کی بارش نبوت سے وابستہ تھی، وہ ختم ہوئی۔ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۶۵ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اس طرح مذکور ہے۔

منقطع شد بوفات تو آنچہ منقطع نہ شدہ بود بوفات احدے از خلق از پیغمبری و نازل شدن وحی ہا آسمانی۔ مصیبت تو چنداں عظیم شد کہ تسلی فرمائندہ مصیبت ہائے دیگراں گردید و محنت وفات تو چنداں عام گردید کہ ہمہ خلق صاحب مصیبت اند در تعزیت تو۔

اے پیغمبر آپ کی وفات سے وہ چیزیں منقطع ہوئیں جو مخلوق میں سے کسی کی وفات سے منقطع نہ ہوئیں، پیغمبری ختم ہوئی۔ وحی بند ہوئی۔ آسمان سے آپ کی مصیبت اتنی بڑی ہے کہ باقی مخلوق کی مصیبت سے بھی تسلی دیتی ہے اور تکلیف آپ کی وفات کی اس قدر عام ہوئی کہ تمام مخلوق صاحب مصیبت آپ کی ماتم پرسی میں ہے۔

فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ ٹھیک ہے۔ آپ سِرَاجًا مُّنِيرًا تھے سورج غروب ہو کر اندھیرا ہوا اس سے بڑھ کر کونسی مصیبت ہوگی۔ ماتمی صاحب "صداقت" میں فرماتے ہیں کہ امام حسینؓ کی موت بڑی ہے۔ آپ ظلم سے شہید ہوتے۔ آپ کی نعش گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے روندی گئی۔ رسول خدا ﷺ اپنی موت خود فوت ہوتے۔ لہٰذا امام حسینؓ پر ماتم جائز ہوا نہ رسول ﷺ پر۔

الجواب: اے ماتم پرست ماتمی صاحب! یہ تو فرمایئے کیا امام حسینؓ کی موت سے نبوت ختم ہوئی، کیا نزول وحی بند ہوا، کیا نزول قرآن بند ہوا۔ کیا احکام الٰہی کے نزول کی بارش بند ہوئی۔ کیا امام حسینؓ سِرَاجًا مُّنِيرًا تھے، جواب تو سن لیجئے، موت

رسول ﷺ پر ہزاراں حسینؓ قربان، باقی رہا گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے پامال ہونا یہ تم نے شیعہ عقیدہ کے خلاف کہا ہے اور غلط کہا ہے۔ اصول کافی ۲۹۶ پر یہ واقعہ یوں مرقوم ہے کہ غلام زینب بنت علیؓ فضہؓ نے شیر سے کہا کہ عمر بن سعد کی فوج کل نعشِ حسینؓ کو گھوڑوں سے پامال کرے گی۔ تو شیر نے نعشِ حسینؓ کو بچا لیا تھا۔

فقالت یا ابا الحارث فرفع راسه ثم قالت اتدری ما یریدون ان یعملوا غداً بابی عبد الله یریدون ان یوطوا الخیل ظهره قال فمشی وضع یدیه علی جسد الحسینؓ فاقبلت الخیل فلما نظروا الیه قال لهم عمر بن سعد لعنه الله فتنة لا تسیروها انصرفوا فانصرفوا۔

فضہؓ نے کہا۔ اے ابا الحارث پس شیر نے سر اٹھایا۔ پھر فضہؓ نے کہا تم کو علم ہے۔ وہ کل کا کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ امام حسینؓ سے ان کا ارادہ ہے کہ امام کو گھوڑوں سے روند ڈالیں، پس شیر چلا گیا حتیٰ کہ دونوں ہاتھ اپنے امام پر رکھ دیے یعنی حسینؓ پر پس جب گھوڑے متوجہ ہوتے پس دیکھا امام کی طرف تو عمر بن سعد نے کہا یہ فتنہ ہے اس کو نہ اٹھاؤ، پھر جاؤ پس پھر گئے ابا الحارث شیر کی کنیت ہے

کیوں ماتمی صاحب! تم میں سے کون سچا ہے۔ محمد بن یعقوب اصول کافی والا یا تم؟ باقی رہا امام کا مظلوم ہونا۔ مظلوم ہونا امام کا شیعہ عقیدہ سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں اگر مظلوم ہونا ثابت ہے تو سُنّی عقیدہ سے ہے۔ سُنیے: مظلوم وہ ہوتا ہے کہ جو ظالم کے فعل کو نہ خود اختیار کرے نہ اس فعل پر راضی ہو۔ اگر ظالم کے فعل پر راضی ہے۔ اس ظلم کو خود اختیار کرتا ہے۔ اور ظالم ظلم بغیر اجازت مظلوم کر سکتا ہی نہیں۔ تو نہ یہ ظلم ہوگا۔ نہ ظالم ظالم ہوگا۔ نہ مظلوم مظلوم ہوگا۔ اصول کافی صفحہ ۱۵۵ پر باب ہے۔

الائمة یعلمون علم ما کان و ما یکون وانه لا یخفی علیهم شیٔ۔

امام علم ما کان و ما یکون کے عالم ہوتے ہیں، اماموں پر کوئی شے پوشیدہ نہیں سب کچھ جانتے ہیں۔

فائدہ:- امام حسینؓ کو اپنی موت کا علم تھا۔ عمر بن سعد کوفی شیعہ کے اس فعل کا بھی علم تھا۔ یہ واقعہ ان پر پوشیدہ نہ تھا۔ دوم اصول کافی صفحہ ۱۷۱ پر ہے۔

ان الائمة لم یفعلوا شیئاً ولا یفعلون الا بعهدٍ من الله

بے تحقیق اماموں نے نہیں کی کوئی چیز اور نہ کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے وعدے سے۔

فائدہ:- یعنی اماموں نے جو کچھ کیا تھا وہ تمام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے تھے۔

امام حسینؓ نے بمعہ کنبہ یہ موت بھی خدا کے حکم سے اختیار کی تھی۔ خدا نے حکم دیا۔ امام نے تسلیم کیا۔ امام راضی ہوا۔ پھر مظلوم کس طرح ہوا؟

اگر یہ ظلم کیا ہے تو نعوذ باللہ خدا نے کیا ہے۔ ثابت ہوا خدا تعالیٰ کا کوئی فعل ظلم نہیں۔ لہٰذا امام پر کوئی ظلم نہیں ہوا۔

سوئم: ائمہ اہل بیت اپنی موت کو خود اختیار کرتے ہیں۔ اگر نہ مرنا چاہیں تو ان کو کوئی نہیں مار سکتا۔ لہٰذا جب خود اختیار سے مرتے ہیں۔ تو امام حسینؓ نے خود اس شہادت کو اختیار کیا۔ اور اسی طرح اختیار کر کے راضی ہوا۔ جب راضی تھا تو وہ نہ مظلوم، نہ وہ کوفی شیعہ ظالم البتہ امام پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ جب امام کو علم تھا تو باقی کنبہ کو عمداً کیونکر ہلاک کیا۔ مگر اس کا جواب شیعہ راویوں نے بنایا ہوا ہے کہ امام کو تمام اختیارات ہوتے ہیں حرام حلال کے۔ پس ثابت ہوا، امام مظلوم نہیں اور رسول اکرم ﷺ کی موت تمام مصائب سے بڑی مصیبت ہے۔

فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۱۹ و ۱۲۰ پر امام جعفرؓ سے روایت موجود ہے کہ تمام مصائب

سے موتِ رسول ﷺ کی مصیبت بڑی ہے۔

(۱) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من اصیب مصیبۃٍ فلیذکر مصابہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ من اعظم المصائب۔

روایت ہے امام جعفرؓ سے کہ فرمایا جو شخص بھی مصیبت میں مبتلا ہو پس اس کو چاہیئے کہ اپنی مصیبت کو مصیبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کرے۔ کیونکہ موتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام مصائب سے بڑی مصیبت تھی۔

فروع جلد ا صفحہ ۱۱۹ پر ہے کہ جب امام حسنؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر امام حسینؓ کو بھیجی تو امام حسینؓ نے فرمایا۔ موتِ رسول ﷺ سے یہ کوئی بڑی مصیبت نہیں ہے۔

(۲) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اصیب منکم بمصیبۃٍ فلیذکر مصابہ بی فانہ ان یصاب بمصیبۃٍ اعظم منہا وصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جس کو بھی مصیبت نے مبتلا کیا وہ اپنی مصیبت کو میری مصیبت سے یاد کرے۔ کیونکہ میری مصیبت سے بڑھ کر اس کو مصیبت لاحق نہ ہوگی۔ اور سچ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

فائدہ :- مگر ماتمی اس کو سچا نہیں مانتا۔

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۵۸ پر ہے :-

(۳) شیخ طوسی و دیگراں بسند ہائے معتبر از صادق روایت کردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ چوں مصیبتے بتو رسد بیاد آور مصیبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بمردم چنیں مصیبتے نرسیدہ و نخواہد رسید ہرگز۔

شیخ طوسی و دیگر علماء شیعہ نے معتبر سندوں سے امام جعفرؓ سے بیان کیا ہے کہ جب بھی تم کو مصیبت پہنچے تو مصیبتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کیونکہ ایسی مصیبت نہ آدمیوں کو آئی ہے اور نہ آئیگی

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۵۸ پر ہے :-

(۴) و ابن شہر آشوب روایت کردہ است کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت کہ یا علی رضی اللہ عنہ ہر کہ مصیبتے برسد مصیبت مرا یاد کند کہ آں عظیم ترین مصیبت ہائے است۔

ابن شہر آشوب سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے علیؓ جس شخص کو مصیبت پہنچے مجھ کو یاد کرے کہ میری موت عظیم تر مصیبت ہے۔

فائدہ :- اعلان ماتمی صاحب! آپ نے قریشی صاحب کو ایک مسئلہ کا سو روپیہ کا انعام مقرر کیا تھا میں آپ کو ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ آپ ائمہ معصوم کے قول صحیح سے موت امام حسینؓ کو موتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی مصیبت ثابت کریں، ورنہ اس بات کو چھوڑ دیں کہ امام کی مصیبت بڑی مصیبت تھی۔ اس پر ماتم جائز ہے نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات کے وقت اپنی محبوبہ بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نصیحت فرمائی۔ کہ میری موت پر نہ رونا، نہ پیٹنا، بال نہ کھولنا، نوحہ نہ کرنا وغیر ذالک

فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ پر ہے :-

(۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند وفاتہ لفاطمۃ لا تخمشی علی وجہًا ولا ترخی علی شعرًا ولا تنادی بالویل ولا تقیمی علی نائحۃً۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو فرمایا میری موت پر اپنے منہ کو نہ پیٹنا اور بال نہ کھولنا اور واویلا نہ کرنا۔ اور رونے والی عورتیں نہ کھڑی کرنا۔

(۲) آخری وقت امام حسینؓ نے اپنے اہل بیت کو جو وصیّت کی تھی :۔

لہوف صفحہ ۴۶ ۔مطبوعہ ایران (شیعہ کی کتاب)

یا اختاہ یا ام وأنت یا زینب وأنت یا فاطمة وأنت یا رباب انظرن اذا انا قتلت فلا تشققن علی جیبًا و لا تخمشن وجھا ولا تقلن هجرًا

اے میری بہن، اے اُمِّ کلثومؓ اور تم ،اے زینبؓ ،اے فاطمہؓ اور تم دیکھو جب میں شہید کر دیا جاؤں تو مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا اور منہ نہ پیٹنا ، اور واویلا نہ کرنا۔

فائدہ :۔ وصیت حسینؓ سے ثابت ہوا کہ امام اپنے ماتم کو مستحسن نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ حرام سمجھتے تھے ورنہ عدم ماتم خود کی وصیت کا کوئی معنیٰ نہیں۔

(۳) حیات القلوبؒ جلد ۲ صفحہ ۸۵۲ پر ہے۔

ابن بابویہ بسند معتبر از امام باقر۔ روایت کردہ است کہ حضرت رسولؐ درہنگام وفات خود بحضرت فاطمہؓ گفت کہ اے فاطمہؓ چوں من بمیرم روئے خود را برائے من مخراش وگیسوئے خود پریشان مکن واویلا مگو و بر من نوحہ مکن و نوحہ گراں را مطلب اے فاطمہؓ گریہ مکن صبر را پیشہ کن۔

معتبر سند سے امام باقرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی وفات کے وقت اپنی حضرتِ فاطمہؓ کو فرمایا کہ اے فاطمہؓ جب میں فوت ہو جاؤں تو اپنا منہ نہ چھیلنا اور بالوں کو نہ کھولنا اور ہم پر واویلا نہ کرنا اور نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کرنے والی عورتوں کو نہ بلانا، اے فاطمہؓ گریہ نہ کرنا صبر کو پیشہ بنانا

(۴) حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۳۸ بھی یہی وصیّت موجود ہے۔

(۵) حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۵۲

پس حضرت رسولؐ فرمود کہ دیگر شدتی بر پدر تو بعد از امروز نیست و بداں فاطمہؓ کہ برائے پیغمبر گریباں نمے درید و روئے باید خراشید و واویلا نمے باید گفت۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسری بار سختی تیرے والد پر آج دن کے بعد نہ آئے گی۔ اور جان لے فاطمہؓ کہ نبی کے لئے گریبان چاک نہ کرنا اور منہ کو نہ نوچنا اور واویلا نہ کرنا۔

(۶) حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۵۲۔

پس فرمود کہ اے فاطمہؓ گریہ مکن و صبر را پیشہ کُن۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہؓ رونا مت اور صبر کو اپنا پیشہ بنانا۔

(۷) حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۶۴

در مرتبہ دوم فرمود کہ اے دختر من جزع مکن۔

دوسری بار فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے میری بیٹی جزع فزع نہ کرنا۔

(۸) حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۵۱

حضرت رسولؐ فرمود کہ اے فاطمہؓ توکل کن بر خدا و صبر کن چنانچہ صبر کردند پدراں تو کہ پیغمبراں بودند و مادران تو کہ زن ہائے پیغمبراں بودند۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہؓ توکل کر خدا پر اور صبر کر جس طرح تیرے باپوں پیغمبروں نے کیا تھا، اور جس طرح تیری ماؤں نے جو پیغمبروں کی بیویاں تھیں کیا تھا۔

(۹) حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۶۵۔

واگرنہ آں بود کہ امر کردے بصبر کردن و نہی نمودے از جزع نمودن ہر آئینہ آب ہائے سر خود را در مصیبت تو ہرگز دور نمے کردیم و جراحت مفارقت از سینہ بیروں نمے کردیم۔

اگر یہ نہ ہوتا کہ آپ نے صبر کا حکم کیا ہے اور جزع فزع سے منع فرمایا ہے تو ہر ساعت میں اپنے سر کے پانی کو بہا دیتا اور ہر ساعت تیری مصیبت کا ورد نہ کرتا، اور زخم جدائی کا سینہ سے باہر کرتا۔

فائدہ :۔ یہ قول ہے حضرت علیؓ کا بزبانِ رسولؐ ۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جزع فزع سے منع فرمایا ہے۔

(۱۰) جلاء العیون صفحہ ۴۲۷

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام باقر سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؓ نے ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں تو مخدرات ہاشمی جمع ہوئیں اور صدا بہ نوحہ وزاری بلند کی۔ امام حسینؓ نے جب ان کی نالہ و بے قراری ملاحظہ فرمائی تو کہا، میں تمہیں خُدا کی قسم دیتا ہوں کہ صبر کرو اور رونے پیٹنے سے ہاتھ اٹھاؤ

فائدہ:۔ اس وصیت سے بھی خود امام کا ماتم امام کی زبانی حرام ثابت ہوا۔

(۱۱) جلاء العیون صفحہ ۴۶۵

امام نے اپنی خواہر سے بیان دلا کر وصیت کی اور کہا۔ اے خواہر گرامی، تم کو قسم دیتا ہوں کہ میں جب شہید ہو جاؤں بعالم بقاء رحلت کروں، گریباں چاک نہ کرنا اور نہ منہ نوچنا اور نہ واویلا کرنا۔

(۱۲) جلاء العیون صفحہ ۴۶۵ پر ہے۔

جب امام نے دسویں کے دن نماز صبح جماعت سے ادا کی۔ تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ آج تم سب شہید ہو جاؤ گے، سوائے علی بن حسینؓ کے۔ لازم ہے کہ خدا سے ڈریں اور صبر کرو تا آنکہ بسعادت شہادت فائز ہوں، شاید ان بارہ وصیتوں کو محبوب سمجھ کر پیٹنے سے باز آجائیں۔

ماتمی صاحب! یہ تھیں وصیتیں رسول خدا ﷺ کی اور امام حسینؓ کی۔ ان وصیتوں پر بفضل اللہ سُنی قائم ہیں۔ اور شیعہ نے وصیتِ رسول ﷺ و امام حسینؓ کو عمداً بدل ڈالا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ط

جس شخص نے بدل ڈالا اس وصیت کو بعد سُننے کے اس کا گناہ بدلنے والے پر ہوگا۔

فائدہ:۔ بتایئے شیعہ حضرات! یہ گناہ کس پر ہوگا۔؟

ماتمی صاحب نے ان تمام حدیثوں کا جواب یہ دیا کہ ان میں لا نہی کا حرمت کے

لئے نہیں، بلکہ تسلّی کے لئے ہے۔ جیسا کہ لاتحزن میں تسلّی کے لئے ہے۔

الجواب:۔ ماتمی صاحب! غور سے سُنو، لاتحزن میں لا حرمت کے لئے یقیناً نہیں، چونکہ یہی الفاظ قرآن نے انبیاء علیہم السلام پر استعمال کئے ہیں، وہ بھی اسی زد میں آجائیں گے۔ مگر اس پر آپ کا ماتم قیاس کرنا غلط ہے۔ چونکہ قرآن کریم میں ستّر سے زیادہ آیتیں صبر کی موجود ہیں۔ قال الرازی فی تفسیر کبیر۔

وذکر فی القرآن فی نیف وسبعین موضعاً واضاف أکثر الخیرات الیہ ای الی الصبر۔ (تفسیر کبیر)

خدا تعالیٰ نے قرآن میں ستّر سے زائد جگہ پر صبر کا ذکر فرمایا ہے اور اکثر اچھائیاں اسی صبر کی طرف منسوب فرمائیں، یعنی وابستہ فرمائی ہیں۔

اور صبر کے مقابلہ میں جزع فزع ہے۔ جس نے جزع فزع کر کے ماتم کیا، اس نے خدا کے حکم کی مخالفت کی اور جہنمی بنا۔

دوم:۔ میں آئندہ چل کر کتب شیعہ سے دلائل پیش کروں گا، جن سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جائے گا کہ ماتم کرنے والا ایمان سے خارج ہے، اسلام سے خارج ہے، بلکہ تمام اعمال ماتم سے ضائع ہو جاتے ہیں تو پھر نہی کو نہی تسلّی پر محمول کرنا کس قدر بے حیائی ہے کیا جب رسول خدا ﷺ نے اور ائمہ نے ماتم کرنے والے کو ایمان سے خارج ہونے کا حکم دے دیا تھا تو بعد کو تسلّی دی کہ تسلّی کرو اور بے فکر رہو تم ایمان سے خارج ہو۔ اجی! لانہی کا حرمت پر اس وقت محمول نہ ہوگا جب کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو، اور ان وصیتوں میں تو لانہی کا دوسرا معنی باقی احادیث لینے دیتی ہی نہیں۔ چونکہ منتھی عنہ کے مرتکب کو خارج ایمان سے بتاتی ہیں۔ جیسا آئندہ آتا ہے۔

اسلام اور جہاد

اسلام میں جہاد رکنِ اعظم ہے، جہاد کو نبی کریم ﷺ نے ذروۃ سنامہ فرمایا اور جہاد کو شہادت لازم ہے،

یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں، اسی وجہ سے قرآن نے شہداء پر لفظ موت کا استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ قرآن نے اُمتِ مسلمہ کو صبر کی بار بار تلقین فرمائی ہے،

اب میں شیعہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ صبر کی آیتیں صرف سُنی مسلمانوں کے لئے نازل ہوئی ہیں؟ ان پر سنیوں نے ہی عمل کرنا ہے، یا تمام دعویدارانِ اسلام کے لئے ہیں۔ اگر تمام کے لئے ہیں تو پھر بتائیں (قَالَ تَعَالیٰ) اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا اس صبر کو نقیض جزع فزع کا فرمایا ہے۔ اب آپ سے پوچھتا ہوں صبر کا معنیٰ وقتِ مصیبت سینہ کوبی، زنجیر زنی واویلا کرنا، رونا، بال نوچنا، منہ پیٹنا مراد ہے۔ یا وقتِ مصیبت خدا کی رضا پر راضی ہونا ہے

بہرحال صبر کی اور جزع فزع کی تعریف بیان کریں۔ اور فرق بھی۔ کیا ان پر ائمہ اہلِ بیت نے عمل کیا تھا یا نہ کیا تھا۔ تو ہم ایسے ائمہ سے دُور بھاگتے ہیں جو قرآن کے دشمن تھے اگر کیا تھا تو پھر تم نے ان کے پیچھے یہ بے صبری کا الزام کیوں لگا رکھا ہے۔ ہاں شاید غار والے قرآن میں یہ صبر کی آیتیں نہ ہوں۔ اُس میں ہو کہ تم خوب ماتم کرنا، پیٹنا۔ اگر خود عزت والے ہو تو پیٹنے کو اپنی ہتک خیال کرو۔ اور اگر آٹھ آنے یا چاولوں پر خرید کر ان خرید شدہ آنسوؤں و مکّوں کا ان خرید شدہ زنجیروں کی ضربوں کا۔ اُن خرید شدہ موہنوں کے لعابوں کا، اس ناک کی گندگی کا ثواب حاصل کرو تو پھر ٹھیک ہے، وہ قرآن تو ہم نے دیکھا ہی نہیں۔ نہ ہی تم ماتمیوں نے دیکھا ہے۔ یہ آیتیں خدا جانے اس کی کس کے بارہ میں ہیں۔ میرا مشورہ ہے، اس وقت سُنی اور شیعہ ماتمی مل کر اس موجودہ قرآن پر عمل کر لیں اور صبر کریں۔

امام حسین رضی کو نہ پیٹیں اور جب غار والا قرآن آیا تو پھر اُس پر عمل کر کے پیٹنا شروع کر دینا

اور ہم سے جُدا ہو جانا۔ بلکہ بجائے امام حسینؓ کے امام مہدی کو پیٹنا کہ تم نے قرآن کو چھپا کیوں رکھا تھا۔ کہ جس میں ماتم کا حکم تھا۔ خواہ مخواہ سنیوں کے قرآن سے ہم کو ذلیل کرایا اور سنیوں سے بھی فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ط عبرت پکڑو اے صاحبانِ بصیرت۔

اے ماتمی دوستو! آؤ قرآن پر عمل کریں، راوی جناب کو قرآن کے مخالف سمجھ کر ترک دیں۔

صبر خاصۂ انسان ہے

صبر انسانی خواص سے ہے۔ ملائکہ بوجہ تجرّد کے مصائب سے پاک ہیں۔ اور جس پر مصیبت ہی نہیں، صبر کیا، صبر ہمیشہ بمقابل مصائب ہوتا ہے۔ جس نوع کی مصیبت ہوگی۔ اسی نوع کا صبر بھی، پھر اس کے مقابلے میں ثواب بھی۔ اگر مصیبت بڑی ہے، تو بڑا صبر چاہیئے۔ اس کے مقابلہ میں ثواب بھی بڑا ہوگا۔ گو امام کے لئے شہادت مصیبت نہ تھی۔ کیونکہ شہادت اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے بڑا انعام ہے۔

شہادت اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کو دیتے ہیں۔ صدیق کے بعد مرتبہ شہادت کا ہے اور چار پائے ناقص ہونے کی وجہ سے صبر کے قابل ہی نہیں، وہ ذرا سی بات پر بھی صبر نہیں کر سکتے۔ بھلا صبر کس طرح کریں۔ جب صبر کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ پس صبر خاصۂ انسان ہی ہوا جو صبر نہیں کرتا، وہ حقیقتاً انسان نہیں، وہ چار پایہ ہے۔

بَلْ هُوَ اَضَلُّ مِنْهَا ط بلکہ صبر اور ایمان لازم و ملزوم ہیں۔ بغیر صبر ایمان کا کوئی اعتبار نہیں۔ سوائے صبر کے ایمان رہ سکتا ہی نہیں۔ جب تک صبر نہ ہو۔ انسان مسلمان بن سکتا ہی نہیں۔ جب انسان دائرہ کفر کو خیر باد کہتا ہے تو اس کو اسلامی تکلیفیں نظر آ رہی ہوتی ہیں جہاد اور روزہ ہاڑ کا، مال سے خرچ، ان تمام پر صبر کر کے حدودِ اسلامی میں قدم رکھتا ہے اگر صبر نہ کر سکتا تو ایمان بھی نصیب نہ ہوتا۔ اسی لئے قرآن نے صابرین کے حق میں فرمایا:

أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔

صبر کرنے والوں کے لئے تین انعام فرماتے۔ ایک اللہ کی طرف سے صلواۃ۔ دوم رحمت سوم وہ ہدایت پر ہیں۔ بے صبر ماتمی نہ مستحق صلواۃِ خُدا کا، نہ رحمتِ خدا کا، نہ ہدایت پر بلکہ گمراہ ہے۔

اب میں کتب شیعہ سے بے صبرے ماتمی و ماتمیان و ماتمیات کے لئے ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فتویٰ نقل کرتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ ماتمیوں کے حق میں خود ائمہ شیعہ کا کیا فتوےٰ ہے۔

ماتم کرنے سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

اصُول کافی ۱۰۱ سے ۱۱۳ تک۔

(۱) عن ابی عبداللہ قال الصبر راس الایمان۔

امام جعفرؓ نے فرمایا۔ صبر ایمان کا سر ہے۔

(۲) عن ابی عبداللہ قال الصبر من الایمان کا الراس من الجسد فاذا ذھب الراس ذھب الجسد کذالك اذ ذھب الصبر ذھب الایمان۔

امام جعفرؓ نے فرمایا۔ صبر کا رتبہ ایمان کے ساتھ بمنزلہ سر کے ہے بدن سے جب سر کو کاٹا گیا تو بدن گیا۔ اسی طرح صبر گیا تو ایمان گیا۔

(۳) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصبر من الایمان کا الراس من الجسد

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کا مرتبہ ایمان کے ساتھ ایسا ہے جیسا سر کا بدن کے ساتھ ہے۔

(۴) عن علی بن الحسین قال الصبر من الایمان کا الراس من الجسد لا ایمان

امام زین العابدینؒ نے فرمایا۔ صبر کا تعلق ایمان سے ہے جیسا سر کا بدن سے جس میں صبر نہیں اس میں ایمان نہیں وہ بے ایمان ہے۔

(۵) عن ابی عبداللہ قال الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد کذلك اذا ذھب الصبر ذھب الایمان۔

امام جعفرؓ نے فرمایا۔ ایمان کے ساتھ صبر کا تعلق ایسا ہے جیسا بدن سے سر کا ہے، جب سر گیا تو بدن گیا۔ جب صبر گیا ایمان گیا۔ آدمی بے ایمان ہوا۔

(۶) عن علی علیہ السلام الصبر فی الامور بمنزلہ الراس من الجسد فاذا فارق الراس الجسد فسد الجسد فاذا فارق الصبر الامور فسد الامور

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر تمام کاموں میں بمنزل سر کے ہے جب سر گیا بدن گیا۔ اسی طرح صبر گیا۔ تمام کام گئے اور فاسد ہوتے۔

(۷) کلام ابو الائمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہج البلاغتہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۸

علیکم بالصبر فان الصبر من الایمان کا الرَّاس من الجسد ولاخیر فی جسد لا راس لہ ولاخیر فی الایمان لاصبر معہ۔

صبر کو لازمی پکڑو۔ صبر کا ایمان سے تعلق اسی طرح ہے، جس طرح سَر کا بدن سے جس بدن کے ساتھ سر نہیں، اس بدن میں خیر نہیں۔ جس ایمان کے ساتھ صبر نہیں اُس ایمان میں خیر نہیں۔

(۸) اصُول کافی ۴۴۲ پر :۔

قال ابو عبداللہ علیہ السلام من ابتلی من المومنین ببلاءٍ فصبر علیہ کان لہ مثل اجر الف شھیدٍ۔

امام جعفرؓ نے فرمایا کہ مومنین میں سے جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا کیا جاتے۔ پس اُس نے صبر کیا تو اس کو ہزار شہید کا ثواب ملے گا۔

(۹) اصُول کافی صفحہ ۴۱۲ :۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان اللہ انعم علی قوم فلم یشکروا فصارت علیھم وبالا وابتلیٰ قوما بالمصائب فصبروا فصارت علیھم نعمۃ ۔

امام جعفرؓ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ نے ایک قوم پر انعام کیا اس قوم نے شکریہ ادا نہ کیا، تو وہ انعام ان پر عذاب بن گیا اور ایک قوم کو خدا نے مصیبت میں مبتلا کیا اس نے صبر کیا پس وہ مصیبت ان پر انعام خدا بن گئی ۔

فائدہ:۔ شیعہ ماتم نہیں کرتے، بلکہ یہ خدا کے عذاب میں مبتلا ہو چکے ہیں ۔ امام حسینؓ کا کوفہ جانا شیعہ کے لئے انعام خدا تھا ۔ مگر بجائے شکریہ کے اس قوم نے امام کو قتل کر کے خدا کی سخت ناشکری کی تو اللہ نے ان کو ماتم کے عذاب میں گرفتار کرایا، کہ اپنے آپ کو مارو، سینہ کو مارو، کہ اس سینہ میں بغضِ صحابہؓ واہل بیت ہے ۔ اس منہ اور سینہ کی یہی سزا ہے، ماتمی صاحب! صبر سے شہید کا ثواب ملے گا، جزع فزع سے جو انعام امام نے بیان کیا ہے وہ پیش کریں اور انعام لیں، ماتمی صاحب کیا شہادت خدا کے بڑے انعاموں سے بڑا انعام ہے یا نہیں ؟

اگر نہیں تو خدا نے بار بار کیونکر فرمایا ۔ اگر بڑا انعام ہے تو پھر تم نے اس کو عذابِ خدا کیونکر بنا دکھایا، حالانکہ امام جعفرؓ نے فرمایا ۔ اصول کافی صفحہ ۴۲۲ ۔

عن ابی عبد اللہ قال نعم جوعۃ الغیظ لمن صبر علیھا فان عظیم الاجر لمن کان عظیم البلاء وما احب اللہ قوما الا ابتلاھم ۔

امام نے فرمایا، غصے کے گھونٹ پی جانا عجیب چیز ہے اس شخص کے لئے جو صبر کرے، بڑا اجر البتہ بڑی مصیبت پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دوست نہیں رکھتا مگر اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے ۔

فائدہ:۔ بڑی مصیبت پر اجر العظیم ہوگا، اگر صبر کیا گیا، ورنہ وہی عذاب ہوگا ۔ معلوم ہوا امام کو معہ ساتھیوں کے خدا نے محبوب سمجھا تھا، اسی وجہ سے ان کو یہ شہادت نصیب کی، جو انعامِ خدا ہے، شیعہ کو اس انعام پر حسد ہے ۔

فائدہ:۔ میں نے دعویٰ کیا تھا کہ صبر اور ایمان لازم ملزوم ہیں ۔ اس دعویٰ کو میں نے سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام سے ثابت کر دیا ۔ آپ بھی ان کو لازم ملزوم فرماتے ہیں، ان عبارتوں میں فتوےٰ رسول خدا ﷺ، فتوےٰ علی المرتضیٰؓ فتویٰ امام زین العابدینؓ اور فتوےٰ امام جعفر صادقؓ مذکور ہے ان فتوےٰ کی بنا پر بے صبر انسان ماتمی مسلمان نہیں، بلکہ رسول خدا ﷺ وائمہ نے اس کو ایمان سے خارج کر دیا ہے اوّل ۔ ماتمی صاحب کا فرض ہے کہ اپنا ایمان ثابت کرے جو جواز ماتم کا فتویٰ دیتا ہے، جس کو اس کا مذہب ایمان سے خارج سمجھے وہ اصل میں جواز ماتم کے فتوے نہیں دے رہا ۔ بلکہ وہ ایمان سے خارج ہونے کا فتویٰ دے رہا ہے، اے ماتمی حضرات! اب خدا کے واسطے اوّل اپنے علماء سے یہ دریافت کرو کہ اے حضرات ماتم سے تو ایمان چلا جاتا ہے، تم نے اپنے پیٹ کے لالچ میں ہماری عاقبت کیوں خراب کر دی، اگر ماتمی صاحب کو اب بھی شک ہو تو حکومت سے اجازت لیجئے ۔ سرگودھا ہی موزوں مقام ہے ۔ تاریخ مقرر کر لیں ۔

موضوع مناظرہ یہی مسئلہ ہوگا کہ ماتمی اپنے آئمہ کے حکم کے مطابق ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، ثبوت بذمہ ناچیز ہوگا ۔ تردید بذمہ ماتمی صاحب اور پھر دیکھیں تنظیمی باڈی میں مناظر ہیں یا نہیں ماتمی صاحب ۔ جاہل قوم آپ کو مل گئی، لوٹ کر کھاتے جاؤ ۔ حساب قیامت کو ہوگا، فتویٰ جواز ماتم کا ماتم کا نہ دیا کرو ۔ تحقیق کا زمانہ

آچکا ہے۔ سوچ کر فتوے دیا کرو۔

تعزیہ پرست ماتمی نے ہاشمی خواتین سے جواز ماتم پر استدلال کیا ہے اور حوالہ اپنی کتاب ریاض القدس جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ ایران اور مقتل ابی مخنف کا دیا ہے، یہ دونوں کتابیں شیعہ کی ہیں، ان میں وقت وفات امام حسینؓ ہاشمی عورتوں نے خیمہ سے نکل کر واویلا شروع کیا، منہ پر طمانچے مارے، گریبان چاک کر ڈالے، سینے ننگے ہو گئے سر برہنہ ہوئیں، کھلے منہ باہر نکل آئیں، بال کھلے تھے، سینے زخمی تھے۔ صداقت ۱۵ اگست کالم سوم، لہٰذا اگر ماتم جائز نہ تھا تو ان عورتوں نے کیونکر کیا۔

الجواب: اوّل تو ہم ان رافضی ماتمیوں کی روایات کو تسلیم ہی نہیں کرتے ان کذابوں نے ائمہ پر اور خواتین اہل بیت پہ بہتان تراشے ہیں، یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ خواتین وحی کے گھر کی رسول ﷺ کی بیٹیاں اس طرح کریں جو مجسمہ صبر ہیں بفرض محال اگر ہم ان رافضی روایات کو تسلیم بھی کر لیں تو پھر ان کے اس فعل کو حجت بنانا سوائے جہالت و حماقت کے اور کچھ نہیں، چونکہ باقوال صحیح ائمہ کا حکم ہو چکا ہے تو اب غیر کی طرف وہ بھی عورتیں جو بحکم قرآن ناقص العقل و ناقص الدین ہیں، مرد حاکم ہیں اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ۔ اگر مان لیا جائے کہ یہ خواتین تمام جہان کے باقی مردوں سے بڑھ کر عقل والی بھی ہوں، حاکم بھی ہوں تو پھر بھی اپنے مردوں سے تو کم عقل و ناقص عقل اور ناقص الدین ہوں گی۔ اور محکوم اور جب ہم کو ائمہ کے اقوال سے ماتمی کا ایمان سے خارج ہونا ثابت ہو گیا تو اب ہم محکوم کے قول کو کیونکر مانیں۔

مختتم جواب سنیئے:۔ ماتمی صاحب کان کھول کر دماغ کا اپریشن کرا کے سنیئے: خواتین اہل بیت پر وہ وقت بہت نازک تھا جن ماتیوں کے سامنے ان کے خاوندان کے بیٹے

ان کے باپ اور بھائی، مال و متاع سب کچھ تباہ و برباد کر دیا تھا اور پھر وہ ایک ایسے جنگل و بیابان میں اکیلی تھیں وہاں اُن کے دل و دماغ اس تکلیف کو یکایک کس طرح برداشت کرتے ہوں گے اُن کے ہوش و حواس کب قائم ہوں گے، ان کے دماغوں اور دلوں میں کب تک طاقت سمجھنے کی ہو گی۔ وہ حالتِ غشی میں ہو کر بولتی ہوں گی، حالتِ غیر شعوری میں جو افعال ان سے صادر ہوتے ہوں گے، حالتِ اضطراری و غیر شعوری میں کلمہ کفر بھی جائز ہوتا ہے۔ خنزیر کے گوشت کھانے کی اُس وقت اجازت ہوتی ہے نہ حالتِ شعوری اور اختیاری میں اور حجت و دلیل وہ فعل بنتے ہیں جو اختیاری ہوتے ہیں، حالتِ جنون کے افعال سرسامی حالت کے اقوال اور نیند کے اقوال پر کون عاقل عمل کرتا ہے اور اُن کو حجت بناتا ہے۔

پس یہی حالت تھی خواتین اہل بیت کی۔ فَهُمْ فَتَدَبَّرْ وَانْصِفْ فَاِنَّهٗ يُفِيْدُكَ دُرٌ۔ ان خواتین پر سنگین اعتراض وارد ہو گا کہ انہوں نے فرمانِ رسول و فرمانِ ائمہ معصومین کی سخت نافرمانی کی ہے۔ ان خواتین نے وصیت رسول اور وصیت ائمہ کو بدل ڈالا ہے۔ معاذ اللہ یہ مجرم ہیں چہ جائیکہ ان کا فعل حجت۔ پس مان لو کہ ان سے جو ہوا حالتِ غیر شعوری میں ہوا۔ شیعہ کا اس فعل خواتین سے استدلال کرنا ہی بتاتا ہے کہ شیعہ تابع و دینِ خدا و رسول ﷺ نہیں ورنہ دینِ خدا تو قبل از موتِ رسول ﷺ کامل ہو چکا تھا۔ خواتین پر موقوف نہ تھا نہ ہی فعل خواتین کو شرعی دین کہا جاتا ہے۔

بخاری میں فرمانِ رسول ﷺ موجود ہے:۔

(۱) لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً۔

ہرگز وہ قوم نجات نہ پائے گی جس نے عورت کو کام کا متولی بنایا ہے

(۲) وهلك الرجال حين اطاعت النسا

مرد ہلاک ہوتے وقت اطاعت عورتوں کے ۔

مرد حاکم ہیں، نہ محکوم، عورت کے خود ساختہ فعل کا متبع ہلاک ہوگا۔

پس بات یہی ہے کہ خواتین کا فعل اضطراری تھا، نہ اختیاری، تاآنکہ نہ یہ فعل سنت ہو نہ وہ جرم میں داخل ہوں۔ اگر عورتوں نے عمداً یہ فعل کیا تھا تو نہی عنہ کی مرتکب ہوئیں جس کی سزا خود اوّل باقوال ائمہ شیعہ نقل کر آیا ہوں۔

دوم۔ ان آیاتِ قرآنی کا جواب دیں کہ ان آیاتِ قرآنی پر عمل کرنا ہاشمی عورتوں پر فرض تھا یا نہ، اگر تھا تو پھر انہوں نے بے پردگی کا فعل کیونکر کیا۔ قال تعالیٰ

۱) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ۔

اور ٹھہری رہو بیچ گھروں اپنے کے اور مت بناؤ، بناؤ جاہلیت کا۔

(۲) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط

اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو فرما دو کہ نزدیک کرلیں اُوپر اپنے بڑی چادریں۔

(۳) وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ط

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی عورتوں کو حکم دو آنکھوں کو بند رکھیں غیر محرموں سے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر جو ظاہر ہے اس میں سے

اور چاہیئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالی رکھیں اور زینت کو ظاہر نہ کریں۔

(۴) وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ط

اور نہ ماریں اپنے پاؤں تاکہ جو چیز زینت سے پوشیدہ ہے معلوم کی جاتے۔

اوّل آیت بتاتی ہے کہ گھر ہی میں رہیں۔

دوم: سے معلوم ہوا اگر باہر نکلیں تو باپردہ نکلیں۔ سوم: سے غیر مردوں کا دیکھنا حرام، شرم گاہ کی حفاظت اور آزاد عورت کا منہ، سر، پیٹ، چھاتی، پیٹھ تمام شرم گاہ میں شامل ہیں۔ زینت کا ظاہر کرنا حرام، جب زینت ظاہر کرنا حرام ہوا تو محل مقام زینت کا ظاہر کرنا بڑھ کر حرام ہوا۔ اپنی چادریں اپنے گریبانوں پر لٹکائی رکھنا کہ جو زینت گانی وغیرہ گلے میں ہو ظاہر نہ ہو جائے۔ چہارم: سے زمین پہ پاؤں کو زور سے نہ مار کر چلنا کہ زینت ظاہر ہو جائے۔

کیوں ماتمی صاحب! اے مدعی محبّت اہلِ بیت یہ قرآنی آیت کیا فرماتی ہیں اور تم نے اہلِ بیت رسول ﷺ کی عورتوں کے پیچھے کیا بہتان تراشا ہوا ہے، جن سے جبرائیلؑ اور سورج چاند حیا کریں تم ان کو قرآن کی، رسول ﷺ کی اور ائمہ کی نافرمان بنا کر ایسی فحش بے حیائی کا مرتکب بتاتے ہو، اے ماتمی صاحب آپ کچھ شرم تو کریں جو کچھ تم نے بیان کیا، یہ سراسر توہینِ رسول ﷺ ہے اور توہینِ حضرت علی رضی اللہ عنہ و امام حسینؓ و ائمہؒ اہلِ بیت ہے۔ خدا سے خوف کریں اور ایسی فحش بیانی سے باز آئیں باقی جو الفاظ ان کے مُنہ سے نکلے جیسے بعض روایات میں تم کو مل گئے ہیں۔ صاحب ان کی حالت تو غیر شعوری تھی جیسا کہ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۰ میں ہے

لطمت وجهها واهوت الى جيبها وشقته وخرت مغشيا عليها۔

مائی زینبؓ پر غشی طاری ہوگئی اور گر پڑی۔ اس حالت میں گریبان چاک کیا۔ منہ پر طمانچہ مارا غشی کے فعل کو خدا معاف کرے گا، جو اُن سے ہوا۔ اس کو دلیل بنا کر قرآن نہ بنانا۔ نہ رسُول ﷺ کی حدیث بنانا نہ قول ائمہ۔ اسی پر قیاس کریں۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث اعرابی کی ہے جس سے آپ نے ماتم پر دلیل پکڑی وہ حالت ندامت تھی وقتی فعل تھا پھر نبی کریم ﷺ خاموش رہے بلکہ فرمایا رونا پیٹنا روزہ توڑنے کی سزا و کفارہ نہیں، بلکہ کفارہ یہ ہے جس کو پھر بیان فرمایا۔ اگر اس سے دلیل لانا جائز رکھتے ہیں، تو شیعہ روزہ کا نام بھی نہیں جانتے ان کو حکم دیجئے کہ تمام شیعہ صبح سے شام تک روزہ میں ماتم کیا کریں ماتمی صاحب! ماتم زندہ کا ہوتا ہے یا مُردہ کا اعرابی کس کا ماتم کر رہا تھا۔ ثابت تو یہ بات ہے کہ وہ اپنے فعل روزہ توڑ دینے پر نادم ہو کر بے قرار ہوگیا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے کفارہ کا حکم سُنایا تو خاموش ہوگیا شاید ماتمی صاحب یہی جواب دیں کہ ہم نے یعنی ہمارے پیشوائے شیعہ نے امام کو بعید ظلم کر کے شہید کیا تھا۔ اس فعل سے نادم ہو کر ہم پیٹتے ہیں تو پھر ٹھیک ہوگا۔ باقی ماتمی صاحب کا دلیل لانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے سے۔ اوّل تو اس روایت میں رونا ہے اور بس! باقی ماتمی صاحب نے خیانت مجرمانہ کر کے واویلا کا لفظ خود بڑھایا ہے اور خالی رونا کوئی حرام نہیں، مگر پھر بھی یہ روایت جھوٹی ہے اس میں راوی علی بن زید شیعہ کٹر رافضی ہے۔ میزان الاعتدال میں ہے۔

(۱) قال یحییٰ بن القطان کان علی بن زید رافضیاً۔

یحییٰ بن قطان نے فرمایا علی بن زید رافضی تھا۔

(۲) وقال احمد بن العجلی کان یتشیع۔

احمد بن عجلی نے کہا علی بن زید شیعہ تھا۔

حدیث کا راوی شیعہ اور مستدل ماتمی شیعہ۔ یہ روایت ماتمی کو مبارک باد باقی دلیل لانا مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے فعل سے کہ رسُول اکرم ﷺ پر روئیں اور باقی عورتوں سے نوحہ کرایا۔ اس میں رافضی راوی ہے۔ اور مستدل ماتمی رافضی ہے جس کو ماتمی نے طبری جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ سے نقل کیا ہے۔

حدثنا ابن حمید قال حدثنا سلمۃ عن محمد بن اسحاق عن یحییٰ بن عباد بن زبیر عن ابیہ عباد قال سمعت عائشۃ تقول مات رسول اللہ بین سحری ونحری وفی دوری ولم اظلم فیہ احدا فمن سفھتی وحداثۃ سنی ان رسول اللہ قبض وھو فی حجری ثم وضعت راسہ علی وسادۃ وقمت التدم مع النساء واضرب وجھی۔

حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے اس نے کہا بیان کیا ہم سے سلمہ نے محمد بن اسحاق سے اُس نے یحییٰ بن عباد بن زبیر سے اُس نے اپنے باپ عباد سے اُس نے کہا میں نے سنا ہے مائی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ فرماتی تھیں کہ وفات پائی رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری چھاتی پر اور میرے گھر میں اور میں نے کسی پر ظلم نہ کیا تھا۔ پس میری غلطی سے اور چھوٹی عمر کی وجہ سے یہ ہوا کہ بتحقیق رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت کئے گئے میری گود میں۔ پھر میں نے رکھ دیا آپؐ کے سر مبارک کو اوپر تکیہ کے اور میں کھڑی ہوگئی مارتی تھی رخسارہ کو ساتھ عورتوں کے اور منہ کو۔

اگر روایت صحیح بھی ہوتی، مگر خود مائی صاحبہ غلطی کا اقرار کر رہی ہے۔

بیہقی وغیرہ یہی روایت سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۹۲ پر موجود ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت من سفاھۃ رائی وحداثۃ سنی

انی اخذت وسادة فوسدت بھا راسه الشریف من حجری ثم قمت مع النساء ابلی والتدم۔

مائی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بتحقیق مائی نے فرمایا میری غلطی ہے اور خورد سالی کی وجہ سے یہ ہوا کہ میں نے تکیہ پکڑا اور اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو سہارا دیا جو میری گود میں تھا پھر میں کھڑی ہوگئی ساتھ عورتوں کے روتی تھی اور رخسارہ کو مارتی تھی۔

اور اسی روایت میں خود صاحب سیرۃ حلبیہ نے فرمایا وفی اسنادہ متروک یعنی اس کی سند میں متروک ہے صحیح نہیں۔ یہ روایت اور اسی روایت میں ابن کثیر نے نقل فرمایا کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ قال ابن کثیر رحمۃ اللہ ھذا الحدیث مرسل وفی اسنادہ ضعفٌ۔

حدیث مرفوع نہیں مائی صاحبہ تک، دوم متروک الاسناد ہے سوم ضعیف ہے چہارم بالفرض اگر صحیح ہوتی تو مائی صاحبہ نے خود غلطی کا اقرار کیا کہ غلطی سے یہ فعل ہوا باقی خطائی غلطی معاف۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ لہذا یہ فعل غلطی سے ہوا اور معاف بھی ہوا۔ پنجم، اس میں سلمہ محمد بن اسحاق سے بیان کرتا ہے۔

میزان الاعتدال جلد ا صفحہ ۴۰۷ پر ہے

سلمة بن الفضل الابرش راوی المغازی عن اسحٰق قال ابن معین سلمة الابرش رازی یتشیع وقال ابوزرعة کان اھل الری لا یرغبون فیه بسؤ رائیه قال النسائی ضعیف وضعفه ابن راھویة۔

سلمہ بن فضل راوی مغازی میں ابن اسحاق سے بیان کرتا ہے ابن معین نے کہا شیعہ تھا ابوزرعہ نے کہا اہل رائے اس بات کی طرف خیال تک نہ کرتے تھے۔ برے خیال والا تھا امام

نسائی نے ضعیف فرمایا ابن راہویہ نے ضعیف لکھا۔

اگر بالفرض محال یہ روایت صحیح ہوتی تو یقیناً کتب حدیث میں ہوتی۔ کتب حدیث میں کہیں نام تک نہیں ملتا وہ زمانہ حدیث کا تھا، نہ تاریخ کا، تاریخ کے بانی مبانی خود رافضی ثلاثہ ہیں۔ کلبی۔ واقدی۔ ابومخنف یہ تینوں رافضی تھے پھر تاریخ پر کیا اعتبار رہا۔ باقی عقد الفرید کو آئندہ پیش نہ کریں۔ اگر کریں تو کسی رافضی کے سامنے پیش کریں کہ وہ فوری ایمان لائے گا۔ یہ شیعہ کی کتاب ہے شیعہ کتاب کی شرح ہے کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۱۴۹ پر ہے

قال ابن خلکان وھو من الکتب المختلفة حوی کل شئ۔

علامہ ابن خلکان نے فرمایا ہر رطب و یابس کو شامل ہے۔

اسی ابن خلکان سے ماتمی نے توثیق کی تھی، میں نے بھی ابن خلکان سے اس کا حاطب اللیل و شیعہ سنی کی عبارتیں ملا کر پیش کرنے والا ثابت کر دیا۔

اسی صفحہ ۱۱۴۹ پر ہے :۔

قال ابن کثیر ومن کلامه یدل علی تشیعٍ۔

ابن کثیر نے فرمایا مصنف عقد الفرید کی کلام اس کے شیعہ ہونے پہ دلالت کرتی ہے کہ وہ شیعہ تھا۔

ماتم سے عمل ضائع

سابقہ دلائل سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ آج کل شیعہ جو ماتم کرتے ہیں اس ماتم سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور ثابت بھی کتب شیعہ سے کیا ہے اب اس سابقہ ماتم سے کم درجہ کا ماتم جس سے عمل ضائع ہو جاتے ہیں سن لو۔

فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۲۱۔

عن ابی عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب
المسلم یدہ علی فخذہ عند المصیبۃ احباط لاجرہ۔

امام جعفرؓ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وقتِ مصیبت کے مسلمان کا اپنے ہاتھوں
کو اپنی ران پہ مارنا عمل کو ضائع کرتا ہے۔

فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۲۱۔

عن ابی الحسین الاول قال ضربُ الرّجل عند المصیبۃ یدہ فخذہ
احباط لاجرہ۔

فرمایا امام نے مارنا مرد کا مصیبت کے وقت اپنے ہاتھوں کو رانوں پر اجر کو ضائع کرتا ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا نہ سینہ کوبی کرے نہ واویلا کرے نہ طمانچے مارے منہ پہ۔ نہ لباس
سیاہ اوڑھے، اگر صرف ران پہ وقت مصیبت ہاتھ مارا تو ایمان ضائع نہ ہوگا، مگر عمل تمام
ضائع ہو جائیں گے، اور سینہ کوبی واویلا طمانچہ اور بال نوچنے سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے
معلوم ہوا ماتم کلی مشکک ہے۔ تین افراد پہ صادق آتی ہے، اعلیٰ، ادنیٰ، اوسط وغیرہ۔

ماتمیو! جب آپ کے عمل ضائع ہوئے تو آپ مصداق آیت ہذا کے ہوتے فلا
نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا۔ ہم قیامت کے دن ترازو قائم نہ کریں گے۔
ترازو کیا۔ جب عمل ہی ضائع ہوتے تو مبارک باد تم کو ماتم۔

جزع فزع شعارِ کفار ہے نہ کہ مومنین کا

فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۲۱۔

عن ابی عبد اللہ قال ان الصبر والبلاء یستبقان الی المومنین فیأتیہ
البلاء وھو صبور۔ ان الجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فیأتیہ

وھو جزوع۔

امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ صبر اور مصیبت مومن کے پاس آتی ہے پس جب مصیبت
آتی ہے اس پہ تو وہ صابر ہوتا ہے اور مصیبت اور جزع کافر کے پاس آتی ہے۔ جب مصیبت کافر
کے پاس آتی ہے تو وہ جزع یعنی بے صبرا ہو جاتا ہے۔

فائدہ:۔ امام نے جزع فزع کو شعارِ کفار فرمایا ہے۔ مومن جزوع نہیں ہوتا بلکہ صبار ہوتا
ہے۔ سنیئے ماتمی صاحب میں نے ثابت کیا ہے کہ قرآن میں ستر سے زائد آیتیں صبر کی
موجود ہیں۔ نیز ثابت کیا ہے کہ سعادت دارین دین و دنیا کی کامیابی صبر پہ موقوف ہے
بغیر صبر محال ہے اب میں ماتمی صاحب کو اعلان کرتا ہوں کہ ایک ہزار روپیہ نقد میں
آپ کو دوں گا اگر آپ ایک آیت قرآن سے ثابت کریں، جس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں
کو حکم دیا کہ مسلمانو جب تم پر کوئی مصیبت آجائے موت یا کوئی بھی تو سینہ کوبی کرنا۔ بال کھولنا
منہ پہ طمانچے مارنا، سیاہ لباس اوڑھ کر وقت مقرر کر کے ماتم شروع کر دینا میں تم کو کامیاب
کر دوں گا۔

بیعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خواتینِ اسلام کو نصیحت کہ تم ماتم نہ کرنا اور سیاہ
لباس نہ اوڑھنا اور سیاہ لباس اوڑھ کر ماتم نہ کرنا

معلوم ہوا کہ ماتم میں سیاہ لباس زیادہ حرام ہے۔

تفسیر قمی صفحہ ۳۵۱، سورۂ ممتحنہ:۔

قالت ام حکیم بنت الحارث بن المطلب ما ھو معروف والذی امرنا
اللہ بہ ان لا نعصیک فیہ فقال ان لا تخمشن وجھا ولا تلطمن خدا ولا تنتفن
شعرا ولا تمزقن جیبا ولا تسودن ثوبا ولا تدعون بالویل والثبور۔

ام حکیم بیٹی حارث کی کہتی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے امرِ معروف کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے متعلق اللہ کریم نے ہم عورتوں کو حکم دیا ہے کہ آپ نافرمانی نہ کریں اس میں، تو فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ تم عورتیں مصیبت میں اپنے مُنہ پر طمانچے نہ مارنا، نہ مُنہ کو چھیلنا اور بال نہ اکھیڑنا، گریبان چاک نہ کرنا، سیاہ لباس نہ اوڑھنا اور واویلا اور ہائے ہائے نہ کرنا۔

اسی سورۃ ممتحنہ کی آیت کے ماتحت شیخ مقداد نے اپنی تفسیر کنز العرفان فی احکام القرآن میں جو شیعہ کی معتبر تفسیر ہے لکھا ہے برحاشیہ تفسیر امام حسنؓ عسکری۔

۲۔ "قیل عنیٰ به النهی عن النوح وتفرین الثیاب وجزع الشعر وشق الجیب وخمش الوجه والدعاء بالویل واللفظ الکفر"۔

اِس سے مراد منع کرنا نوحہ اور کپڑے پھاڑنا اور بال اکھیڑنے گریبان چاک کرنے منہ چھیلنے واویلا پکارنے اور الفاظ کفریہ کہنے سے ہے۔

۳۔ فروعِ کافی، جلد۲ صد ۳۲۸ "عن ابی عبد الله فی قوله تعالیٰ لا یعصینك فی معروفٍ ان لا یشققن جیبا ولا یلطمن خدًا ولا یدعون ویلًا ولا یتخلفن عند قبر ولا یسودن ثوبا ولا ینشرن شعرًا"۔

امام جعفرؒ نے قرآن کی آیت لا یعصینك فی معروفٍ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عورتیں گریبان چاک نہ کریں مُنہ پر طمانچے نہ ماریں واویلا نہ پکاریں قبر پر نہ جائیں کپڑے سیاہ نہ کریں، بال نہ کھولیں۔

فائدہ: معلوم ہوا سیاہ لباس عورتوں کے لئے حرام، قبر پر جانا حرام، شیعہ کے نزدیک جب قبر پر جانا حرام ہے تو تعزیہ پر جانا تو بڑھ کر حرام ہوا۔

شیخ مرتضیٰ تستری نے فوائد الاصول صد ۲۵۵ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے:

۴۔ "قال النبی صلی الله علیه وسلم من جدد قبرا ومثل مثالاً فقد خرج عن الاسلام"۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے قبر کو پختہ کیا یا تصویر بنائی وہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔

فائدہ: تعزیہ بنانے کا انعام رسول خدا ﷺ نے ماتمی صاحب کو خوب نہیں دیا؟ غالباً اب تو راضی ہو جاؤ گے اس انعام رسول ﷺ سے۔

"من لا یحضرہ الفقیہ" جلد ۱ صد ۸۱ پر ہے جو شیعہ کی چوٹی کی کتاب ہے۔

۵۔ "وسئل الصادق عن الصلوٰة فی القلنسوة السوداء فقال لا تصل فیها فانها لباس اهل النار وقال امیر المومنین فیما علم اصحابه لا تلبسوا السواد فانه لباس فرعون"۔

امام جعفرؒ سے نماز میں سیاہ ٹوپی پہننے کے حق میں پوچھا گیا تو فرمایا سیاہ ٹوپی میں نماز نہ پڑھ کیونکہ یہ لباس دوزخیوں کا ہے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند باتوں کی تعلیم دی اُن میں یہ بھی فرمایا کہ سیاہ لباس نہ اوڑھنا کیونکہ یہ فرعون کا لباس ہے۔

فائدہ: بحکم ائمہ معصومین سے ثابت ہوا کہ لباس سیاہ دوزخی کی علامت ہے اور یہ لباسِ فرعون ہے گویا سُنّتِ فرعون پر عمل کرنا ہے۔

اب اِن ماتمیوں کو محرم میں دیکھئے! جب اِن کی فوج پریڈ پر لگی ہوتی ہے زنجیروں سے مسلح ہو کر گویا محشر میں ایک جماعت سیاہ لباس پہنے کھڑی ہے عنقریب امام جماعت فرعون صاحب تشریف فرما ہوں گے۔

"ویقدمُ قومه فاوردهم النار"۔

" فرعون قوم کے آگے ہوگا قیامت کے دن ان تمام کو دوزخ میں جا چھوڑے گا "۔

خوب امام اور خوب جماعت ہوگی۔ رسولِ خدا ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی اور ان امور پر، جن میں سیاہ لباس سے بھی منع فرمایا۔

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۳۸ پر ہے۔

" حضرت فرمود کہ در مصیبت ہا طمانچہ بر روئے خود مزنید و روئے خود را مخراشید و گریبانِ خود را چاک مکنید و جامۂ خود را سیاہ مکنید و واویلا مکنید "۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مصیبتوں میں منہ پر طمانچہ نہ مارنا اور منہ کو نہ پیٹنا اور منہ کو نہ چھیلنا، گریبان چاک نہ کرنا، بال سر کے نہ اکھاڑنا، کپڑا سیاہ نہ کرنا، واویلا نہ کرنا۔

سیاہ لباس پر سیاہ پوش ماتمی نے اخبار صداقت میں تاویل پیش کی امام نے نماز میں سیاہ لباس کو ناجائز فرمایا تھا کہ نماز میں سفید لباس اچھا ہے نہ مطلق۔

الجواب: حیات القلوب از فروع کافی اور تفسیر قمی کی روایت میں ذکر نماز نہیں بلکہ ماتم کے ساتھ سیاہ لباس کو حرام فرمایا۔ اس پر بیعت لی۔ جیسا حرام سے بچنے پر بیعت لی۔ اسی طرح سیاہ لباس کو حرام سمجھنا اور اس پر بھی بیعت لی معلوم ہوا کہ رسولِ خدا ﷺ نے جتلا دیا تھا کہ ایک قوم سیاہ لباس میں ماتم کرے گی تو اس لئے حرام فرمایا کہ ماتم بھی نہ کرنا اور سیاہ لباس بھی نہ اوڑھنا۔

دوم: امام نے سیاہ لباس کی حرمت کی علت دوزخیوں کے لباس سے اور فرعون کے لباس سے بیان فرمائی کہ اس لباس میں فرعون اور جہنمیوں سے تشبیہ آتی ہے نہ یہ فرمایا کہ نماز میں سفید لباس اچھا ہے۔

سیاہ پوش ماتمی نے مقتل ابی مخنف رافضی سے مائی سکینہ کا خواب نقل کیا ہے

جو دربار یزید میں بیان ہوا تھا کہ مائی فاطمہؓ کو میں نے دیکھا ہے کہ سیاہ لباس آپؓ نے اوڑھا ہوا تھا۔

الجواب: ماتمی صاحب! یہ خواب دربار یزید میں بیان ہوا تھا۔ راوی بھی وہی۔ پھر خواب سے حلال حرام نہیں بنتا۔ نہ حرام حلال بنتا ہے خواب صرف انبیاء کا معتبر ہوتا ہے نیز خواب میں مائی صاحبہ حضرت فاطمہؓ نے یہ حکم نہیں دیا کہ تم بھی لباس اوڑھو! ماتمی صاحب! قولِ رسولؐ اور اقوالِ ائمہ کو تم خوابِ عورت سے دور کرنا چاہتے ہو، ہرگز نہیں، ماتمی صاحب! سیاہ لباس کا ثبوت دینا چاہتے ہو تو قول رسول ﷺ یا اقوالِ ائمہ سے دیں عورتوں کے خوابوں سے حلال و حرام ثابت نہیں ہوتا۔

مشاہدۂ رسول ﷺ

(۷) پیغمبر اسلام ﷺ فرمودند زنے را دیدم بر صورت سگے و آتش در دُبرش داخل میکردند و از دہانش بیرون مے آوردند ملائکہ سر و گردنش را گرزہائے آہنی مے زدندش۔ فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا گفت اے پدرِ بزرگوار! مرا خبر دہ کہ عمل و سیرت ایں زن چہ بود پیغمبر گفت ایں زن نوحہ کنندہ بود۔

" رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا، ایک عورت میں نے کتے کی شکل پر دیکھی آگ اس کی دُبر میں داخل کر کے منہ کی طرف سے ملائکہ نکالتے تھے۔ اور لوہے کے گرزوں سے اس کی گردن کو مارتے تھے مائی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کے عمل کیا تھے؟ فرمایا "نوحہ کرتی تھی"۔

فائدہ: ماتمی صاحب! اپنی ماتمیات عورتوں کا حال بزبانِ رسول ﷺ معلوم ہو چکا۔ آپ کو بھی اس مشاہدۂ رسول ﷺ پر یقین ہے یا نہیں؟ کیا صرف زبانی دعوے محبت اور اسلام کا ہے۔ فافہم و تدبر۔

تاریخ تعزیہ

آل بویہ ایک قبیلہ جو شاہانِ فارس کی اولاد سے تھا وہ حضرت زین العابدین کی اولاد سے کسی شخص کے ہاتھ پر ۳۰۱ھ میں ایمان لایا۔ اس کو خراسانی ایران میں کافی اقتدار حاصل تھا اور خلفائے عباسیہ کافی کمزور ہو چکے تھے۔

خلفائے عباسیہ نے ان سے امداد طلب کی تو یہ بغداد میں آ گئے اس قبیلہ کا روشن چراغ صرف معزالدولہ تھا۔ مقتول نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین کے صفحہ ۳۹ مجلس ہشتم میں لکھا کہ معزالدولہ خلیفۃ الخلفاء بن گیا تھا۔

الفاظ: بست و یک سال در بغداد امیر الامراء بلکہ خلیفۃ الخلفاء بود۔

اس حضرت نے ۳۵۱ھ کو عید غدیر کی بناء رکھی، پھر اس کے بعد اس نے بغداد میں حکم دیا کہ عاشورہ کے دن جامے کرتے سیاہ ڈالیں اور دکانیں بند کر دیں اور سینہ کوبی کی جائے عورتیں نوحہ کریں وغیرہ۔

تاریخ الخلفاء میں صفحہ ۲۷۵ پر فرمایا کہ یہ پہلا دن تھا کہ بدعت جاری ہوئی، پھر ہمیشہ رہی۔

"ھذا اول یوم فتح علیہ ببغداد واستمرت ھذہ البدعۃ"

یہ پہلا دن ہے جب بغداد میں ماتم شروع ہوا اور پھر یہ بدعت جاری رہی۔

اول: رونا کوفیوں اور یزید سے شروع ہوا پھر مکمل معزالدولہ نے کیا یہ تعزیہ ماتم سُنّت تو ان حضرات کی ہے نام لیا جاتا ہے ائمہ کا۔ سیاہ پوش ماتمی صاحب نے اخبار صداقت ۵ جولائی ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۰ پر تسلیم کیا ہے کہ تابوت کا موجد ذوالجناح کا موجد تیمور لنگ بادشاہ رافضی تھا۔

لے: تابوت کے پجاری صاحب! ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ تابوت ذوالجناح

کا ثبوت ائمہ شیعہ سے دیں، نہ یہ تھا کہ تیمور لنگ سے دیں۔ ہم نے کب کہا تھا کہ شیعہ تابوت نہیں بناتے۔ تیمور لنگ بھی شیعہ تھا۔ اگر اس طرح کا ثبوت کارگر ہے تو آپ ہی فرمایئے! کہ اس سے زیادہ کیا ثبوت چاہیئے کہ ہم تمام دُنیا کے شیعہ تابوت بناتے ہیں پس یہی دلیل تابوت کی کافی ہے اب شیعہ کو اختیار ہے کہ وہ حکم رسول خدا ﷺ پر اور حکم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور دیگر ائمہ کرامؒ پر عمل کریں یا تیمور لنگ و معزالدولہ کے فعل پر عمل کریں۔

(۱)۔ اول حضرات نے ماتمی رسومات کو بجا لانا کفر فرمایا ہے۔

(۲)۔ دوم حضرات نے مخالفِ رسول ﷺ و ائمہؒ جائز فرمایا ہے۔

تعزیہ پرست ماتمی نے صواعق محرقہ سے دو خوابی حکائتیں نقل کر کے تیمور لنگ کو ناجی بنانے کی کوشش کی ہے۔

ماتمی صاحب! کلام ہے ایجادِ تعزیہ میں، وہ تم نے مان لیا کہ واقعی تعزیہ تابوت کا ثبوت کسی امام سے نہیں ملتا۔ تیمور لنگ نے بنایا ہے تیمور لنگ کی ذات میں کلام نہیں، اگر خود تیمور لنگ کی ذات میں کلام کریں تو بھی ان خوابوں سے وہ ناجی نہ ہو جائے گا۔ ایک خواب خود اسی تیمور لنگ اور اُس کے چیلوں کی زبانی ہے۔ دوم کسی غیر آدمی کی زبانی۔ بھلا خوابوں سے کوئی جنتی یا دوزخی ہو سکتا ہے؟ اور اگر خوابوں سے تم کسی کو حق بجانب خیال کر سکتے ہو تو چلو میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر کر کے کہتا ہوں کہ مراقبہ فنا فی الرسول ﷺ میں خود کئی بار میں نے رسولِ خدا ﷺ کے سامنے شیعہ کا مسئلہ پیش کیا ہے تو جواب ملا کہ شیعہ باطل فرقہ ہے۔ یہی مسئلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے پیش کیا گیا تو جواب دیا کہ یہ باطل فرقہ ہے امام جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی

یوں ہی فرمایا حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح "فیوض الحرمین" میں لکھا ہے۔

ماتمی صاحب نے بخاری سے حدیث پیش کی کہ رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علیؓ و حضرت فاطمۃ الزہرہ کو آواز دی ان حضرات نے جواب دیا جس سے رسولِ خدا ﷺ کو واپس ہونا پڑا۔ تو رانوں پر ہاتھ مارتے تھے۔ یضرب فخذہ۔

اجی ماتمی صاحب! ماتم کہتے ہیں بے صبری سے سینہ کوبی کرنے، کپڑے پھاڑنے، منہ پر طمانچے مارنے کو مصیبت کے وقت۔ بتائیے! رسول اللہ ﷺ پر اُس وقت کونسی مصیبت تھی؛ نام لیں! جس پر آپ ﷺ ماتم کر رہے تھے۔ کیا حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ کا ماتم کر رہے تھے؛ وہ تو زندہ تھے۔ اگر زندہ کا ماتم بھی سُنتِ رسول ﷺ ہوئی تو پھر آپ ماتمیوں کو حکم دیں کہ اپنے زندہ رشتہ داروں کا ماتم کیا کریں کہ سُنتِ رسول ﷺ پر عمل ہو جائے۔

اجی! اگر آج ابن سبا زندہ ہوتا تو ایسے دلائل کی قدر کرتا، حضرت ماتمی صاحب! یہ فعلِ رسول ﷺ تعجب سے تھا نہ ماتم، اسی طرح فعلِ زوجہ ابراہیم علیہ السلام بھی تعجب سے تھا۔ ماتم زندہ کا کیا جاتا ہے یا مُردہ کا؟ اگر عمر رسیدہ آدمی کو لڑکے کی خوشخبری سُنائی جائے تو کیا وہ ماتم کرتا ہے یا خوشی سے پھولا نہیں سماتا؟ اگر لڑکے کی خوشخبری سے ماتم واجب و سُنتِ ابراہیمی ہے تو شیعہ کو اعلان کر دیں کہ جس شیعہ کے ہاں لڑکا پیدا ہو، ماتم شروع کر دیا کرے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا پیچھا چھوڑیں۔ خدا کرے تمھیں اپنی پڑے اور اہلِ بیت کی بھول جاؤ!

پھر ماتمی صاحب نے صداقت کے ص ۶ پر تخصیص کا اقرار کیا کہ تمام ماتم حرام ہیں مگر ماتمِ حسین علیہ السلام جائز ہے۔ پھر تین روائتیں شیعہ کُتب سے امام جعفر رضی اللہ عنہ سے

پیش کی ہیں کہ صرف ماتم حسین رضی اللہ عنہ جائز ہے۔

الجواب: ماتمی صاحب! یہ دعویٰ بلا دلیل ہے امام اپنے اس دعویٰ پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ماتم کو حرام فرمایا ہے بقایا ائمہؓ نے۔ حضرت علیؓ نے حرام فرمایا، امام باقرؓ نے حرام فرمایا ہے۔

جیسا کہ اوّل ثابت کیا جا چکا ہے اسی امامؓ نے ماتمی کو خارج از ایمان ہونے کا فتویٰ دیا ہے اب آپ کے مذہب سے قابلِ غور بات یہ ہے کہ پھر امامؓ نے ماتمِ حسین رضی اللہ عنہ کو کس طرح جائز قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا یہ سب امامؓ پر جھوٹ ہے امام کو تین آدمی صحیح نہیں ملے جن کے سامنے اپنی صحیح حدیثیں بیان کرتے۔

(اصول کافی ص ۴۹۶) "لو انی اجد منکم ثلاثہ مومنین یکتمون حدیثی ما استحللت ان اکتمھم حدیثاً"

"اگر تین شیعہ مومن ہم کو مل جاتے جو میری حدیث کو ظاہر نہ کرتے تو میرے اوپر حلال نہ تھا کہ میں اُن سے حدیث چھپاتا"

فائدہ: معلوم ہوا کہ امامؓ نے کسی کو اپنی بات بتائی ہی نہیں ماتم حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث امام پر افترا ہے اور جھوٹ اور رجال کشی میں فرمایا کہ ایک عبداللہ بن یعفور مسلمان شیعہ ملا ہے یعنی شیعہ تو تھے، مومن نہ تھے۔ امام کے نزدیک اور یہ تینوں روائتیں عبداللہ بن یعفور سے مروی نہیں لہٰذا جھوٹ ہیں۔

(رجال کشی) "ما وجدت احداً ان یقبل وصیتی ویطیع امری الا عبداللہ بن یعفور"

"میں ایک کو بھی نہیں پاتا جو میری وصیت کو یا میرے حکم کو مانے سوائے عبداللہ بن یعفور کے"

اس لیئے کہ یہ تینوں روائتیں (ماتم حسینؓ کی) پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں ۔

اعلان

تمام دُنیا کے علمائے شیعہ کو میں اعلان کرتا ہوں کہ مِل کر تعامل ائمہ سے ثابت کریں کہ جس طرح آج شیعہ ماتم کرتے ہیں کسی ایک امام نے بھی کیا ہو ۔

مثلاً آج شیعہ کا ماتم یہ ہے مرکبؔ و مخلوط فوج عورتوں اور مردوں سے جمع ہو گئی ڈھول بج گیا ، یہ فوج آگئی ، وقت مقررہ پر ذاکر کی سیٹی بج گئی فوج زنجیروں سے مسلح ہو کر مخصوص وردی میں ، جو وردی فرعون اور جو دوزخیوں کی تھی ، ملبُوس ہو کر آگئی اور آکر پریڈ شروع کر دی پھر لکڑی پر رنگین کپڑا چڑھا کر تابوت و دُلدل نکالنا وغیرہ ذالک ۔

اس کے بعد سینہ کوبی ، منہ پر طمانچے مارنا ، بال کھول دینا وغیرہ ۔ اس ماتم کو فعلِ امامؓ سے ثابت کریں ۔ اگر یہ ماتم تُم فعل امام سے ثابت کر دو تو مَیں شیعہ کے حق پر ہونے کا اعلان اُسی وقت کر دوں گا ۔

ماتمی صاحب ! تنازعہ تو اس ماتم شیعہ میں ہے نہ رونے میں اگر یہ ماتم فعل امامؓ سے ثابت نہیں تو پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کی تخصیص کو ذمّہ امام جعفر رضی اللہ عنہ لگانا سراسر ظلم ہے آپ نے جزع کی تفسیر فروع کافی کی جلد ا صـ ۱۲۱ سے امام باقر رضی اللہ عنہ سے کی ۔ اجی حضرت ماتمی صاحب ! امام باقر رضی اللہ عنہ نے اشد یعنی بڑے جزع کی تفسیر کی ہے قال اشدّ الجزع کا لفظ موجود ہے جس کی سزا خود امامؓ نے بیان ... روایت کے آخری جُملہ میں کر دی کہ اس جزع کرنے والے کے اعمال ضائع ہو ہو جاتے ہیں

" ولم یفعل جری علیہ القضاء وھو ذمیم واحبط اللہ اجرہٗ "

" اور جس نے صبر نہ کیا تو اللہ تعالےٰ کی قضا جاری ہو کر رہے گی اور بُری حالت میں ہو گا ۔ اور اس کے اعمال ضائع کر دے گا اللہ تعالیٰ "

فائدہ :۔ معلوم ہوا اس اشد جزع جس میں سینہ کوبی وغیرہ کی نوبت آئے اعمال کو ضائع کرتا ہے اور جس جزع کی تخصیص امام جعفر رضی اللہ عنہ نے کی وہ فروع کافی کے صـ ۱۲۲ جلد ا پر موجود ہے ۔ جس کو امام جعفر رضی اللہ عنہ نے غم سے تعبیر فرمایا ۔ نہ یہ جزع سینہ کوبی والا ۔

ماتمی نے حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک تخصیص پیش کی ۔ ماتمی صاحب ! حضرت مولانا و مرشدنا علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو لفظ فرمائے ہیں یہ کہ ہر نوحہ حرام نہیں ، نہ ہر ویل حرام ہے نہ یہ کہ ماتم حسین رضی اللہ عنہ کا جائز فرمایا ۔ ماتمی صاحب ! ہم نے کب کہا کہ رونا بغیر آواز و سینہ کوبی کے حرام ہے اور ہم نے کب کہا کہ ویل کا لفظ مُنہ سے نکالنا بھی حرام ہے ۔ سُنیئے ! ویل برائے تعجب بولنا جائز ہے جیسا کہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا قَالَت یَاوَیْلَتَا اگر حرام ہے تو ماتم شیعہ سینہ کوبی وغیر ذالک کا حرام ہے ۔ اگر تم بھی امام حسین رضی اللہ عنہ پر بغیر مجلس قائم کیئے خالی آنسو بغیر آواز بہاؤ ، تو جائز ہے ۔

مختتم بات

فرمایئے ، ماتمی صاحب ! شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے الٰہی کے مطابق تھی یا نہیں ؟ اگر امرِ الٰہی سے تھی تو اس پر اہلِ بیت راضی تھے یا ناراض ؟ اگر ناراض تھے تو مقبولوں سے خارج ۔ نیز اس عدم رضامندی کو اقوال ائمہ سے ثابت کریں ۔ اگر راضی تھے جیسا فروع کافی جلد ا صـ ۱۲۲

میں ہے :-

"فقال انا اهل بيت انما الجزع قبل المصيبة فاذا وقع امر الله رضينا بقضائه وسلمنا بامره"

امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اہل بیت پر جب مصیبت آئے تو اول ہم پر جزع فزع یعنی غم کرتے ہیں مگر جب اللہ تعالےٰ کا امر پورا ہو جائے تو ہم رضائے الٰہی سے راضی ہو جاتے ہیں اور امرِ خدا کو مان لیتے ہیں

(۱) ماتمی صاحب! فرمائیے اہل حسین امرِ خدا پر راضی تھے یا نہیں ؟ خود فرمائیں! اجی، اگر راضی نہ ہوتے تو ماتمیوں کو خارج از ایمان ہونے کا فتویٰ نہ دیتے۔

(۲) کیا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یا نہیں ؟ اگر ہوئے تو کیا شہید زندہ ہیں یا نہیں ؟ اگر زندہ ہیں تو زندہ کون پیٹتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔ معلوم ہوا شیعہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی دائمی پر راضی نہیں۔

(۳) امامؑ کو بعقیدہ شیعہ علم اپنی موت کا تھا یا نہیں ؟ اگر علم تھا تو اپنی خوشی سے شہید ہوئے، رونا کیسا! اگر علم اپنی موت کا نہ تھا تو پھر امام نہ رہے۔

(اصول کافی ص۱۵۸) "قال ابو عبد الله ای امام لا یعنیه ما یصیبه ولا ما یصیر فلیس فلك لحجة الله علی خلقه" امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو امام اپنی مصیبت نہیں جانتا کہ آئندہ کیا ہو گا، پس وہ مخلوق پر خدا کی حجت نہیں۔

(۴) کیا امامؑ اپنے اختیار سے مرتے ہیں ؟ جب اپنے اختیار سے مرتے ہیں تو پھر رونا پیٹنا کیسا ؟ اصول کافی ص۱۵۸ "ان الائمة یعلمون حتی یموتون وانهم لا یموتون الا باختیارهم" ائمہ جانتے ہیں کہ کب مریں گے اور

نہیں مرتے مگر اپنے اختیار سے"

فائدہ :- معلوم ہوا امام اپنے اختیار سے مرے اُن کو اپنی موت کا علم تھا۔ اور امام نے موت خود چاہی اور خود راضی ہوئے اِس موت پر۔ لہٰذا جس موت کو امام نے خود پسند کیا اور اس پر جو راضی نہیں وہ امام کا شیعہ نہیں۔ یزید کا اس میں کوئی قصور نہیں بلکہ امام یزید کی بیعت پر تیار تھے مگر عمر بن سعد راضی نہ تھا۔ (دیکھیں تلخیص ابو جعفر طوسی کی مطبوعہ ایران ص۱۷۴) "وقد روی انه علیه السلام قال لعمر بن سعد اختار منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منه او ان اضع یدی علی ید یزید فهو ابن عمی لیری فی رایه" بتحقیق روایت کی گئی کہ امام نے عمر بن سعد کو فرمایا ہم سے تین امور سے ایک کو قبول کر لو یا واپس جانے دو جس طرف سے آیا ہوں یا چھوڑ دو کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دوں وہ میرے چچا کا لڑکا ہے میرے حق میں جو رائے وہ قائم کرے گا کر لے گا۔"

فائدہ :- معلوم ہوا امام یزید پر راضی تھے مگر شیعہ نے عمر بن سعد سے مل کر امام کو یزید تک جانے نہ دیا۔

میں ہے :۔

" فقال انا اهل بیت انما الجزع قبل المصیبة فاذا وقع امر الله رضینا بقضائه وسلمنا بامره "

امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اہل بیت پر جب مصیبت آئے تو اول ہم پر جزع فزع یعنی غم کرتے ہیں مگر جب اللہ تعالےٰ کا امر پورا ہو جائے تو ہم رضائے الٰہی سے راضی ہو جاتے ہیں اور امرِ خدا کو مان لیتے ہیں

(۱) ماتمی صاحب! فرمایئے اہلِ حسین امرِ خدا پر راضی تھے یا نہیں؟ خود فرمائیں! اجی، اگر راضی نہ ہوتے تو ماتمیوں کو خارج از ایمان ہونے کا فتویٰ نہ دیتے۔

(۲) کیا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو کیا شہید زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ ہیں تو زندہ کون پیٹتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔ معلوم ہوا شیعہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی دائمی پر راضی نہیں۔

(۳) امامؑ کو بعقیدہ شیعہ علم اپنی موت کا تھا یا نہیں؟ اگر علم تھا تو اپنی خوشی سے شہید ہوئے، رونا کیسا! اگر علم اپنی موت کا نہ تھا تو پھر امام نہ رہے۔

(اصول کافی ص۱۵۸) " قال ابو عبد الله ان امام لا یعنیه ما یصیبه ولاما یصیر فلیس فلك لحجة الله علی خلقه " امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو امام اپنی مصیبت نہیں جانتا کہ آئندہ کیا ہو گا، پس وہ مخلوق پر خدا کی حجت نہیں۔

(۴) کیا امامؑ اپنے اختیار سے مرتے ہیں؟ جب اپنے اختیار سے مرتے ہیں تو پھر رونا پیٹنا کیسا؟ اصول کافی ص۱۵۸ " ان الائمة یعلمون حتی یموتون وانهم لا یموتون الا باختیارهم " ائمہ جانتے ہیں کہ کب مریں گے اور

نہیں مرتے مگر اپنے اختیار سے "۔

فائدہ :۔ معلوم ہوا امام اپنے اختیار سے مرے اُن کو اپنی موت کا علم تھا۔ اور امام نے موت خود چاہی اور خود راضی ہوئے اس موت پر۔ لہذا جس موت کو امام نے خود پسند کیا اور اس پر جو راضی نہیں وہ امام کا شیعہ نہیں۔ یزید کا اس میں کوئی قصور نہیں بلکہ امام یزید کی بیعت پر تیار تھے مگر عمر بن سعد راضی نہ تھا۔ (دیکھیں تلخیص ابو جعفر طوسی کی مطبوعہ ایران ص۴۷) " وقد روی انه علیه السلام قال لعمر بن سعد اختار منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منه او ان اضع یدی علی ید یزید فهو ابن عمی لیری فی رایه "۔

بتحقیق روایت کی گئی کہ امام نے عمر بن سعد کو فرمایا ہم سے تین امور سے ایک کو قبول کر لو یا واپس جانے دو جس طرف سے آیا ہوں یا چھوڑ دو کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دوں وہ میرے چچا کا لڑکا ہے میرے حق میں جو رائے وہ قائم کرے گا کرے گا۔"

فائدہ :۔ معلوم ہوا امام یزید پر راضی تھے مگر شیعہ نے عمر بن سعد سے مل کر امام کو یزید تک جانے نہ دیا۔

جواب اسماعیل برتبصرۂ قریشی

اللہ یار کی فاتحانہ ضربیں

میں خدا کو حاضر جان کر کہتا ہوں کہ قریشی کے سوالوں کا جواب اسمٰعیل مبلّغِ اعظم نے کوئی نہیں دیا۔ اور عزیزم قریشی کے تبصرہ پر جو تبصرہ مولوی اسمٰعیل نے کیا تھا۔ جس کا جواب پھر قریشی نے نہ دیا تھا۔ وہ پیشِ خدمت ہے۔ انصاف ذی انصاف پر ہو گا۔

قریشی کا سوال تھا کہ تعزیہ بہیئت کذائیہ من وعن اپنے ائمہ سے پیش کریں یا اس کے بدعت ہونے کا اقرار کریں۔

مولوی اسماعیل صاحب نے جواب دیا کہ آپ بھی آٹھ بدعتوں کے قائل ہیں مثلاً قرآن کا جمع کرنا اور تراویح اور تصوّف اور تثویب بعد از اذان وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا اگر عزداری موجودہ بدعتِ حسنہ میں آجائے تو کیا استحالہ ہے براہینِ ماتم ص۳۶ اور دلیل یہ پیش کی کہ حضرت عمرؓ نے تراویح کو بدعتِ حسنہ سے تعبیر فرمایا۔

تقسیم سنت و بدعت

بدعت دو قسم ہے ایک شرعی دوم۔ لغوی (اقتضاء الصراط ص۱۳۲) مالبدعة الشرعية مالم يدل عليه دليل شرعي۔ اما البدعة الشرعيه مالم يدل عليه دليل شرعي "

"بہرحال بدعتِ شرعی وہ ہے جس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہوئی ہو "

اور بدعتِ لغوی کی تین قسمیں ہیں مثلاً رسول اکرم ﷺ نے ایک کام شروع فرمایا

پھر ترک فرما دیا کسی معارض کی وجہ سے اور پھر اس کام کو از سرِ نو رسولِ خدا ﷺ کے بعد شروع کیا گیا۔ چونکہ وہ معارض مندمل ہو چکا تھا تو اس کو بھی بدعتِ لغوی سے تعبیر کیا جاتا ہے یہی حال ہے تراویح کا اس کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بدعت سے تعبیر فرمایا، جو بدعتِ لغوی ہے نہ شرعی۔

دوم کسی کام کا ارادہ رسول کریم ﷺ نے کیا۔ مگر بوجہ کسی عارض کے نہ کیا اور بعد وفاتِ رسولِ خدا ﷺ جب وہ عارض زائل ہو گیا تو صحابہ کرام نے اس ارادۂ رسول ﷺ کو پورا کر دیا تو یہ بھی بدعت لغوی ہو گی، نہ شرعی۔ چونکہ شارع نے خود کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ جیسا قرآن کا جمع کرنا، زمانۂ رسولِ اکرم ﷺ میں مصحفِ واحد میں جمع نہ کیا گیا کہ وحی نازل ہو رہی تھی۔

"وكما ان جمع القرآن فان المانع عن جمعه كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الوحي ينزل فيغير الله ما يشاء ويحكم ما يريد فلو جمع القرآن مصحف واحد تعذر تغييره كل وقت فلما استقر القرآن بموته صلى الله عليه وسلم امن الناس من زيادة الايجاب والتحريم المقتضى للعمل بسنته صلى الله عليه وسلم فعمل المسلمون بمقتضى سنته وذلك العمل من سنة وان كان ليعلى هذا في اللغة بدعة" (اقتضاء ص۱۳۳)

اسی طرح جمع کرنا قرآن کا چونکہ قرآن کے جمع کرنے سے مانع زمانہ رسول ﷺ میں یہ تھا کہ وحی نازل ہو رہا تھا۔ بس اللہ جس حکم کو چاہتے متغیر فرماتے اور اللہ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے پس اگر قرآن کو مصحفِ واحد میں جمع کر دیتے البتہ مشکل ہو جاتا یا محال ہو جاتا متغیر کرنا قرآن کا کل وقت میں کسی آیت کو آگے کریں کسی کو پیچھے کریں جب حضور ﷺ کی موت سے قرآن مکمل

ہوگیا۔ شریعت مکمل ہوگئی۔ لوگ قرآن میں زیادتی، نقصان سے امن میں ہوگئے اور واجب فرض وحرام کی زیادتی سے بھی امن میں ہوگئے اور مقتضی عمل کا موجود تھا ساتھ سُنّت رسُول کے۔ اور یہ عمل سُنّتِ رسُول ﷺ پر تھا اگرچہ نام اس عمل کا بھی بدعت لغوی سے موسوم کیا جاتا ہے"۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بدعتِ لغوی سُنّت شرعی ہوتی ہے جس کو صحابہ نے عملی جامہ پہنایا ہے خصوصاً خلفاء الراشدین کا حکم سنت پر عمل بھی سُنّتِ رسُول ﷺ ہے۔

قال تعالیٰ: "یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم"۔

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسُول ﷺ اور صاحب امر یعنی حکم کی اطاعت کرو"۔
اُولی الامر سے مُراد خلفاء راشدین بطریقِ اُولیٰ ہیں۔

(۲) قال تعالیٰ: ان مکنّاھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر"۔

"وہ مہاجرین اگر ہم نے ان کو زمین میں حکومت دی تو وہ نماز کو قائم کریں گے۔ زکوٰۃ دیں گے اچھے کاموں کا حکم کریں گے اور بدکاموں سے منع کریں گے"۔

فائدہ: عمر فاروقؓ نے یا صدیق اکبر و عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم یا تراویح کا جو دیا تھا وہ امر بالمعروف تھا۔

(۳) اقتضاء صد ۱۴۹ مطبوعہ مصر: "وما یفعل فی عھد خلفاء الراشدین من غیر انکار لا یکون بدعۃ"۔

"جو کام خلفاء الراشدین کے زمانے میں ہوا جس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا وہ سُنّت ہے بدعت نہیں ہے"۔

(۴) کشف الغمہ صد: "الا ان ماسنہ ابوبکر وعمر فھو دین ناخذ بہ وندعوا الیہ"۔

"خبردار! جس کام کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے کیا وہ دین ہے۔ ہم اس کو پکڑیں گے اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیں گے"۔

فائدہ: جو کام حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کیا تھا یقیناً اس کو رسولِ اکرم ﷺ سے سُنا تھا۔ یا رسول اکرم ﷺ کا ارادہ ہوا اس فعل کا مگر اس فعل کا کوئی مقتضی نہ پایا گیا۔ مقتضی اگر بعد وفاتِ رسُولِ خدا ﷺ پایا گیا تو اس میں فقہاء و علماء کے دو طبقے ہیں ایک طبقہ کا خیال ہے کہ رسُول اللہ ﷺ نے حکم نہیں فرمایا تھا کرنے کا، تو نہ کرنا چاہیئے۔ دوسرے طبقہ کا خیال ہے کہ جب رسُول اکرم ﷺ کی طرف سے مانع نہ ہو تو کرنا سُنّتِ رسُول ﷺ پر عمل ہوگا۔ اور یہ بدعت لغوی ہوگی، باقی تثویب بعد اذان میں فقہاء کا اختلاف ہے ایک فریق اس کو مکروہ فرماتا ہے جیسے:

"قال اسحاق ھذا التثویب الذی کرھہ اھل العلم"۔ (مجموعہ فتاویٰ صد ۱۴۳ مطبوعہ ہند)

"علامہ اسحاق نے فرمایا یہ تثویب وہ چیز ہے جس کو اہلِ علم نے مکرُوہ سمجھا ہے"۔
اور جنھوں نے اقرار کیا وہ کہتے ہیں کہ اس کا نہ کرنا اُولیٰ ہے کرنے سے جیسا خود اوّل میں لاباس بہ کا لفظ موجود ہے اور لاباس بہ اشارہ ہوتا ہے ترکِ اولیٰ کی طرف نیز یہ تو ایسا ہے جیسا کہ بعد اذان کوئی نمازی مسجد کی طرف جارہا ہے اور کہتا جارہا ہے آؤ! نماز پڑھ لیں تثویب کوئی دین کی جز نہیں۔
باقی انکار تصوّف یا تصوّف کو بدعت سے تعبیر کرنا تو گویا نصف دین کو بدعت

کہنا ہے تصوف دین ہے۔ یہ بھی بدعت لغوی ہے اور یہ اول گزر چکا ہے کہ بدعت لغوی سنتِ رسول اکرم ﷺ ہے۔

بری چیز وہ ہے جو بدعت شرعی ہے باقی رہا آپ کا فرمانا کہ عزاداری کی بدعت حسنہ میں داخل ہو جائے تو کیا استحالہ ہے۔

اجی حضرت! یہ کوئی بدعت حسنہ نہیں، بدعت بھی ہو اور حسنہ بھی ہو! ہر گز نہیں باقی رہا تعزیہ کو بدعت کہنا ہر گز نہیں ہم اس کو شرک جلی سمجھتے ہیں۔ بدعت سے ایمان ضائع نہیں ہوتا۔ آپ کے فعل سے رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور ایمان شرک سے ضائع ہوتا ہے نہ بدعت سے۔

قابلِ حیرانی

(۱) کہیں تو تعزیہ کو بدعت بناتے ہیں

(۲) کہیں کہتے ہیں اگر عزاداری مٹ گئی تو مذہب آلِ محمد مٹ گیا۔ براہین ص۷ اور براہین ص۱۲۴ پر اس کو سنتِ رسول ﷺ فرمایا اور سنتِ صحابہ اور اہلِ بیت اور ص۹۱ پر مستحب فرمایا۔ اور براہین کے ص۵۶ پر ماتم حسین رضی اللہ عنہ میں بقائے مذہب ہے اور ماتم کے مٹ جانے سے مذہب شیعہ مٹ جائے گا۔

الجواب: کیوں تعزیہ پرست ماتمی صاحب! یہ کسی تقیہ بازی کی وصیت تو نہیں کہ ایک مسئلہ کو کئی رنگوں میں پیش کرنا تعزیہ کو سنتِ رسول کہنے کا جواب لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اہلِ بیت کا مذہب ہے تو اپنے تعزیہ کا ثبوت ہیئت کذائیہ میں من وعن پیش کریں۔

اچھا! میں معافی کا طلب گار ہوں آپ نے سچ فرمایا آپ کا مذہب یہی ہے چند رسومات کا نام وہ بھی گانا بجانا، رونا پیٹنا، ذوالجناح عورتوں مردوں کا ملنا۔ ان مجموعہ

رسومات کو آپ مذہبِ آلِ محمد سے تعبیر فرماتے ہیں آپ کا فرض ہے کہ آپ ماتم حسین رضی اللہ عنہ کو ترک کر کے اپنے دلائل کا ماتم کریں۔ براہین ص۴۱ پر سرخی قائم کی "ایام اللہ" یعنی خدائی دن منانے کا وجوب دلیل اس پر پیش فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ عاشورہ کا دن منانا۔

"وذکرھم بایام اللہ ان فی ذلک لایات لکل صبار شکور"۔

"اے موسیٰ! بنی اسرائیل کو گزشتہ واقعات سنا، تحقیق ان میں نشانات ہیں ہر صاحب صابر و شاکر کے لئے"۔

اور یہ سرخی بھی قائم کی کہ "ایام اللہ سے مراد واقعاتِ عظیم ہیں"۔

اس کا اصل جواب تو یہ ہے کہ لعنۃ اللہ علی محرف القرآن۔

ماتمی صاحب! کیا اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اے موسیٰ! اپنی قوم سے شہداء کا ماتم کراؤ، سیاہ لباس اوڑھ کر مخلوط فوج جمع کر کے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر آیت کو کس درجہ سے پیش کیا گیا؟ ایام اللہ سے خود ہی واقعاتِ عظیم مراد لیتے ہیں جن کو خود قرآن نے بیان کر دیا ہے کہ فرعون تمہارے لڑکوں کو قتل کرتا تھا۔ تم کو ذلیل و خوار کرتا تھا۔ آج میری رحمت نے تم کو فرعون سے نجات دی حضرت موسیٰ کی وجہ سے۔ لہذا اب تم پر میرا انعام ہوا۔ فرعون بمعہ لشکر ہلاک ہوا۔ سابقہ واقعات کو یاد کرو وہ مصائب تمہاری نافرمانی کی وجہ سے تم پر آئے۔ اب مصیبت آئے تو صبر کرنا۔ اور موجودہ نعمت کا شکریہ ادا کرنا۔ جیسا خود فرمایا صبّارٌ شکورٌ۔ الزام بتایا کہ تم نے خدا کو چھوڑا تم سے توحید گئی تم نے اپنے ہاتھوں سے ایک بچھڑے کا بت بنایا اس کی تعظیم و تکریم اور احترام شروع کر دیا تو میں نے تم پر عذاب نازل کیا۔ جس طرح آج شیعہ حضرات نے اپنے ہاتھوں سے

بُت بنائے اور اُن کی تعظیم شروع کر دی جو سُنّتِ یہود تھی۔ عمل تو سُنّتِ یہود پر کیا اور نام
رکھا سُنّتِ رسُول ﷺ اور اہلِ بیتِ رسُول ﷺ ان بد رسُومات و توہمات
کا نام رکھ لیا کہ یہ مذہبِ آلِ محمد ﷺ ہے معاذ اللہ! اس آیت نے تو عزاداری کی
بیخ اکھاڑ پھینکی جس کو گوجروی نے اثبات میں پیش کیا تھا۔

ع ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

چہ خواہی گفت قربانت شوم با من ہماں گویم۔

پھر ایک سُرخی قائم کی "قبل از بعثتِ رسُول ﷺ یہود تعظیم عاشورہ کرتے
تھے اور اسی طرح قریشِ مکہ بھی۔

الجواب:- اجی حضرت! میں تو پہلے سے عرض کر رہا ہوں کہ عزاداری کے
رسُومات تمام کے تمام ماخوذ از یہود و نصاریٰ و مشرکین ہیں۔ جس کا آپ خود بھی اقرار فرما
رہے ہیں کیا میں آپ سے دریافت کر سکتا ہوں کہ وہ عاشورہ کی تعظیم آپ کی طرح ماتم بپا
کر کے کرتے تھے اگر کرتے تھے تو کن کا ماتم کرتے تھے؟ اُن کا نام بتاؤ! اگر اس طرح
تعظیم نہ تھی تو آپ نے پیش کر کے رسوائی کیوں حاصل کی؟ جب قرآن و سُنّتِ رسُولِ خدا
ﷺ سے ثبوت نہ ملا تو رسوماتِ کفار کا سہارا تلاش کیا۔ ان کُفریہ رسومات کو دلیل
کے طور پر پیش کیا۔

مولوی اسماعیل صاحب! یہ طریقہ استدلال خدا کی قسم! آپ کی نفس عزاداری سے
بھی بڑھ کر ماتم کے قابل ہے پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے ان رسومات کا دیوالیہ نکال
دیا ہے مگر آپ کو یہ رسومات اس مہذب قوم کی منظور و مقبول ہیں تو بسم اللہ! خود کو اور
تمام شیعہ کو بھی اس قوم میں جذب ہونے کی دعوت دے کر جذب ہو جائیں۔

براہین کے صفحہ ۴۸ پر سُرخی قائم کی "ہر سال یومِ شہداء کا جلوس نکالنا اور اُن کو رونا
سُنّتِ رسُول ﷺ و خلفاء و سُنّتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہے"۔ دلیل یہ ہے
کہ رسُول خدا ﷺ قبرستان میں جا کر شہداء کا فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور قرآن نے شہداء کی
زندگی بیان کی ہے۔

"وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔"

"جو شہید ہو چکے ہیں ان کو مُردہ مت کہو وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے ہو"۔

الجواب:- برادرانِ مسلمانو! خدا کے لیئے ذرا غور کرو۔ یہ کیا تحریفِ قرآن ہے؟
اس دشمن قرآن و رسُول ﷺ نے دعوائے کیا کیا تھا؟ اور دلیل کیا پیش کر رہا ہے
بھلا پھر قبروں پر جا کر فاتحہ خوانی کا کون منکر ہے۔ تم بھی مطابق شریعت قبر امام حسینؓ پر
جاؤ، فاتحہ پڑھو کون منع کرتا ہے۔

سوال تو عزاداری موجودہ کا ہے کیا رسُول ﷺ نے شبیہیں و صورتیں شہداء
اُحد کی بنائی ہوئی تھیں؟ شہداءِ اُحد کا ماتم کرتے تھے؟ کیا رسُول اللہ ﷺ نے یا خلفاءؓ
نے یا مائی زہراء نے اسی طرح شہدائے اُحد کی صورتیں بنا رکھی تھیں۔ اسی طرح ماتم کرتے
تھے سیاہ لباس اوڑھ کر، کیا معاذ اللہ، مائی صاحبہ نے آپ کی طرح ماتم کیا تھا؟ اگر ایسا
نہیں کیا تو یہ بے مغز خرافات تم نے ان کے ذمہ لگا کر ان ارواح کو ایذاء دی ہے اگر
بفرضِ محال ہم ایک لمحے کے لیئے مان لیں کہ ان پاک و مقدس بزرگوں نے تمہاری طرح ماتم
کیا تھا تو اُن کی سُنّت تو اس وقت ادا ہو سکتی ہے کہ جن کا ماتم و جلوس ایک تانگہ کے
ہنر خوردہ ٹٹو پر نکالا تھا ان بزرگوں نے تم بھی اسی کا نکالتے نہ ماتم حسین رضی اللہ عنہ۔
پھر تو تم نے خود مان لیا کہ ہم مذہبِ رسُول ﷺ و خلفاء و مائی فاطمہؓ پر نہیں ہیں۔

اس توہین رسول ﷺ وہ مائی فاطمہؓ کا انعام انشاء اللہ آپ کو اللہ تعالیٰ قیامت کو دے گا۔

براہین کے صہ۴۴ پر سُرخی قائم کی "رسول ﷺ کو بھی یوم عاشورہ کی تعظیم کا حکم"

الجواب :- انت کذبت علی رسول اللہ ومن کذب علیہ حمطعدہٗ فی النار

گوجروی فرماتے ہیں کہ روزہ محرم تو رسول اللہ ﷺ نے منسوخ فرمادیا ہے مگر فاقہ کا حکم دیا ہے کہ فاقہ کرو! روزہ کی نیت کرنا۔ اور صہ۴۶ پر فرمایا "یہودی اور مشرکین مکہ بھی یوم عاشورہ کا فاقہ کیا کرتے تھے"۔

الجواب :- یہ فاقہ کشی بغیر نیت روزہ مشرکین ہند کی رسم ہے آپ ہی کو نصیب ہو۔ باقی یہود و نصاریٰ و مشرکین کی عبادت اگر آپ کو پسند ہو اسی کی آپ تاسی کرنا چاہتے ہیں تو انہی میں جذب و مخلوط ہو جائیں، ہم تو مجبور ہیں کہ ہمارے نبی کریم نے تمام مذاہب کا جنازہ نکال کر رکھ دیا ہے۔

ماتم پرست ماتمی صاحب نے براہین کے صہ۵۰ پر امام حسین رضی اللہ عنہ کے ماتم کی تخصیص بزبان امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرمائی۔

الجواب :- اس کا جواب پہلے بھی گزر چکا ہے اب مزید سن لو! اگر آپ کو اپنے دعوے کا پاس ہے یا اس شیعہ دعوے میں کوئی جان ہے یا صداقت ہے یا غیرت ہے تو امام کے فعل سے اس شرکی ماتم کی تفصیل پیش کریں اور دکھائیں کہ امامؓ نے ہنٹر خوردہ ٹٹو دس روپے میں خرید کر عورتوں مردوں کو سیاہ لباس میں ملبوس کر کے اسی طرح جلوس نکالا تھا تو میں اسی وقت شیعہ کے حق بجانب ہونے کا اعلان کر دوں گا۔ یہ امامؓ پر جھوٹ و افترا ہے گوجروی صاحب! اگر آپ کو تخصیص مقصود ہے تو ہم نے بقول رسول آخر الزماں ﷺ و ائمہ عظام ثابت کر دیا ہے تو بقول رسول ﷺ تخصیص پیش کریں۔ قرآن کا فیصلہ

ہے جب تم میں کسی مسئلہ میں تنازعہ واقع ہو جائے تو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھرو۔

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ"

"پس اگر تم تنازعہ کرو کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ!"

ماتمی صاحب! صاف کہو کہ ہم مختار ثقفی و معزالدولہ و امیر تیمور و اسماعیل صفوی کی سُنت کا اتباع کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے ائمہ ہیں ورنہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس تخصیص و تاویل کا دروازہ بند کر دیا تھا بند کر گئے میرے پیر و مُرشد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کربلا نے اس ماتم کا کچھ اس طرح دروازہ بند فرمایا کہ اب کوئی شقی بخت کھول سکتا ہی نہیں ہاں! کوئی توڑے تو علیحدہ بات ہے مگر اس توڑنے کا وبال اس پر امامؓ کی طرف سے ہو گا۔

ناسخ التواریخ جلد۶ صہ۲۵۳ کتاب دوم مطبوعہ ایران پر وصیت امام ایسے طریقہ سے منقول ہے کہ جس کی تاویل ہو سکتی ہی نہیں۔

"آں گاہ اُم کلثومؓ را طلب فرمود بعد ازاں رقیہؓ و صفیہؓ و سکینہؓ و فاطمہؓ صغریٰ میخوانید۔ چوں ہمگاں حاضر شدند عرض کردند یا اباعبداللہ مگر حاجتیت
فقال حاجتی واوصیکن اذا انا قتلت فلا تشققن علی جیبا ولا تلطمن
علیّ خدا ولا تخدشن علی وجھھا۔ فرمودہ حاجت من آں است کہ
وصیت مے کنم شمارا آں گاہ کہ من کشتہ مے شوم گریبان ہا من پارہ مکنید و
برچہرہ لطمہ مزنید و گونہ مخراشید"۔

آخری وقت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلب فرمایا پھر رقیہؓ کو پھر صفیہؓ و سکینہؓ و فاطمہؓ صغریٰ کو۔ جب تمام حاضر ہو گئیں تو عرض کرنے لگیں کہ اے اباعبداللہ! کیا حاجت

ہے ؛ پس فرمایا امامؑ نے میری حاجت یہ ہے کہ میں تم وصیّت کرتا ہوں جس وقت میں مارا جاؤں تو پس مُجھ پر گریبان نہ پھاڑنا مُنہ نہ پیٹنا چہرہ نہ چھیلنا۔ امام نے فرمایا یہ میری حاجت ہے میں تم کو وصیّت کرتا ہوں کہ جب میں مارا جاؤں تو گریبان نہ پھاڑنا" الخ

فائدہ :۔ یہ تھی آخری وصیّت امامؑ کی جس کو شیعہ نے بدل ڈالا۔

گو جبروی رافضی فرماتے ہیں کہ یہ امامؑ نے تسلّی کے لئے فرمایا تھا ماتم سے منع نہیں فرمایا تھا۔ خوب، بہت خُوب! اس خدا کے بندے سے پوچھو تو سہی، تسلّی کس بات کی تھی ؛ تسلی اسی وجہ سے کرائی کہ میرے بعد میری لاش پر ماتم نہ کرنا یا کوئی اور تھی۔ اچھا! یہ تو تسلّی برائے شہادت ہے۔ بعد شہادت ماتم کے متعلق، جو جناب نے ہر سال کیلئے وصیّت کی تھی کہ سال بہ سال ہم پر ماتم کیا کرنا وہ وصیّت امام پیش کریں۔ تعجب ہے اس کی عقل پر، امام تو فرمائیں جب میں شہید ہو جاؤں بعد کو یہ فعل نہ کرنا۔ کیا کوئی زندگی میں ماتم کرتا ہے ؟ یہ تو قول امامؑ میں تحریف کرنا ہُوا

تاریخ کامل جلد ۲ صـ۲۸۸ سے مائی عائشہ کا رونا بر وفاتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ روایت کذب ہے جس کے راوی شیعہ ہیں ذرا اس کی سند بیان کریں۔ نیز اس پروگرام پر آپ عمل کرنا چاہتے ہیں تو جب عورتیں ماتم شروع کریں تو تم اُن کو مارنا شروع کر دینا۔ روایت میں بھی اسی طرح ہے کہ عورتوں نے رونا شروع کیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مارنا شروع کر دیا تھا پھر اس سے سال بہ سال ماتم مع ذوالجناح سیاہ لباس، عورتوں مردوں کی پریڈ کس طرح ثابت ہوئی۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ اہلِ سُنت کا نصف دین مائی عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ اجی حضرت! یہی صحابہ یا صحابیات رسول اکرم ﷺ کی زبانی ہمارا دین نقل کرتے ہیں۔ ہاں! آپ کا دین تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے کہ عراقی و کوفی زرارہ و ابو بصیر

و ہشام سے جو منقول امام لاعن یہ راوی ملعون، خوب دین منقول از لاعن و ملعون۔

پھر براہین کے صـ۱۰۲ پر سُرخی قائم کی کہ شبیہہ روضہ امام بنانی جائز ہے و موجب غم حسین رضی اللہ عنہ ہے پھر دلائل یہ پیش فرمائے کہ کعبہ شریف شبیہہ بیت المعمور ہے صفا و مروہ پہاڑوں کی عزّت کا حکم ہے اُونٹ قربانی کی عزّت و تعظیم کا مقام ابراہیم کا خانہ کعبہ کا اور سلیمان علیہ السلام نے بڑے مقامات بنائے تھے۔ محاریب و تماثیل وغیرہ اور سلیمان تصاویر بناتا تھا تو لہذا امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کی ہم شبیہہ بناتے ہیں اور تصویر غیر ذی رُوح کی جائز ہے۔ ذی روح کی حلال و جائز نہیں اور ہم شبیہہ بناتے ہیں اور تصویر غیر ذی رُوح کی جائز ہے ذی روح کی حلال و جائز نہیں اور ہم بھی غیر ذی روح کی تصویر بناتے ہیں اس سوال میں صـ۱۰۲ سے صـ۱۱۴ تک یہی گبت گایا ہے۔

الجواب :۔ اوّل آپ جلاء العیون کے باب ۳ فصل ۵ کو دیکھیں۔ بعض کا خیال ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں دفن کیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ نینوا میں اور یہ بھی ہے کہ امامؑ کی قبر پر پانی پھیر کر مٹائی گئی۔ جب تعیّن قبر کا نہیں تو روضہ کس قبر کا ہوگا ؟ میں حیران ہوں کہ شعائر اللہ کی آیات کو ان یادگاروں کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہے جن کو تمھارے ہاتھوں نے تیار کیا ہے۔ اجی حضرت! پہاڑیاں ہوں یا قربانی کے جانور ہوں یا کعبہ و بیت المعمُور ہو ان کا احترام اس حد تک کیا جاتا ہے جس حد تک اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اور اس حکم کی تعمیل سب سے پہلے پیغمبرِ اسلام نے کی ہے اور صحابہ و اہلِ بیت سے کروائی ہے۔ ماتم و تعزیہ پرستی کا حکم نہ خدا نے دیا ہے نہ احترام کا۔ نہ ہی پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے، نہ ائمہ کرام نے۔ اگر شبیہہ روضۂ امامؑ کی بنا کر تعظیم اس کی واجب ہے بلکہ اس کو حاجت روا تصوّر کرنا جیسا کہ آج ہم شیعہ کو دیکھ رہے ہیں تعزیہ پر نذریں چڑھائی

جاتی ہیں ان کو حاجت روا مشکل کشا سمجھا جاتا ہے۔ پوری پوری رات نیند کو آنکھوں سے
دُور کیا جاتا ہے بلکہ نیند کو حرام سمجھا جاتا ہے اگر یہ افعال شرک نہیں تو پھر شرک کس جانور کا نام
ہے۔ کیا مشرکین مکہ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی تصویریں نہ بنا رکھی تھیں کیا مشرکین
مکہ نے لات و عزیٰ وغیرہ بزرگوں کے بُت نہ بنا رکھے تھے۔ مشرکین مکہ ان کو خدا تو خیال نہ
کرتے تھے بلکہ

"ھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی":

"ان بتوں کی پوجا ہم اس واسطے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کا مقرّب بنا دیں گے۔"

مگر شیعہ ان سے چار قدم آگے بڑھ چکے ہیں مشرکین کو بھی قرب خدا کی ضرورت
محسوس ہوئی مگر شیعہ کو نہ قرب حسنین رضی اللہ عنہ کی ہے نہ خدا کی۔ تم سے تو پھر مشرکین مکہ
کا دین ہی افضل و اعلیٰ ہوا۔ کہ وہ انبیاء و صلحاء کی خود شبیہہ بناتے تھے مگر تم روضہ امام حسینؓ
کی، اگر اپنی خواہش سے کسی متبرک مقام کی شبیہہ بنا کر اس کی تعظیم کرنے سے ثواب و قرب
حاصل ہو جاتا ہے۔ تو آج ہی اعلان کر دو کہ مولوی اسماعیل نے ایک مقام بنایا ہے۔ جو
شبیہہ ہے خانہ کعبہ کی، یہاں آکر حج کیا کرو۔ صفا و مروہ کی دو پہاڑیاں مقرر کر لو ان پر سعی
کر لینا بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی و انبیاء و ائمہ عظام کی شبیہات بنا کر تعظیم شروع کر دو شبیہہ
سے وہ فعل کرنا جو اصل سے کیا جاتا ہے مثلاً تعظیم احترام وغیرہ جائز و حلال ہے تو کیا اگر
کوئی مرد دعویٰ کر دے کسی عورت کو رات کی تنہائی میں دیکھ کر کہ میں تمھارے خاوند کی شبیہہ ہوں
میرے لئے آپ سے وہ فعل جائز ہے جو تمھارے خاوند کے لئے حلال تھا۔

آپ فرماتے ہیں غیر ذی رُوح کی تصویر جائز ہے

اجی حضرت! مطلق تصویر میں اس وقت کوئی کلام نہیں غیر ذی رُوح کی تصویر تو ہم

بھی جائز کہتے ہیں اگر مکان کی زینت یا بچوں کے کھیل کے لئے بنائی جائے۔ مگر یاد رکھیں
تعظیم و احترام کرنا اس کا یا اس تعظیم کو قابلِ ثواب تصوّر کیا جائے تو یہ بھی بُت پرستی ہو گی
کیونکہ مشرکین مکہ بھی جن کی پرستش کرتے تھے وہ بھی اولیاء اللہ تھے۔ جیسے ودّ، سواع
و یغوث و یعوق وغیرہ اولیاء اللہ تھے۔ لوگ ان کو اپنا پیشوا جان کر اُن کی اقتداء کرتے
تھے لہٰذا ان کے مرنے کے بعد اُن کی جدائی پر بوجہ محبّت شدید کے روتے تھے۔

ابلیس نے کہا "ان کی مثالیں بنا لو!"

ابن کثیر جلد ۴ صـ ۴۲۷ "قال ھل لکم ان اجعل فی منزل کل رجل منکم
تمثالا فشلہ فیکون لہ فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم قال فمثل لکل اھل بیت
تمثالا مثلہ فاقبلوا یذکرونھم بہ":

شیطان نے کہا تمھارے ہر مرد کے لئے ہر گھر میں میں اس ولی اللہ کی تمثال بنا دوں اس
کی مثل۔ پس ہو پیچھے مگر اسی مرد کے۔ پس یاد کرو، تم اس مثال سے ولی اللہ کو۔ کہا اُنھوں نے،
ہاں ٹھیک ہے پس بنائی ابلیس نے ہر گھر کے لئے مثال مثل اس ولی اللہ کے۔ پس قبول کر لیا،
انھوں نے۔ پس شروع ہوئے کہ یاد کرتے اس ولی اللہ کو بذریعہ اس تمثال کے۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ شرک کی بناء ہی تمثال بنانا ہے جو آجکل شیعہ حضرات نے
شروع کر رکھی ہیں۔ تعظیم کسی چیز کی اگر ماشی از اعتقاد ہے تو شرک اعتقادی ہو گا اور فعل
اس اعتقادی سے کرے گا وہ فعل شرکی ہو گا۔ شیعہ کی تعظیم تعزیہ کے ساتھ دونوں قسم کی
ہے جو دونوں شرکوں میں مبتلا ہیں۔

اقتضاء صـ ۱۹۰ "ان یشرك بقبر الرجل الذی یعتقد نبوتہ او
صلاحہ اعظم ان یشرك بخشبۃ او حجر علی تمثالہ":

"کسی نبی کی قبر کے ساتھ یا ولی کی قبر کے ساتھ شرک کرنا یہ بہت بڑا ہے اس شرک سے جو لکڑی یا پتھر سے کیا جائے۔ جو نبی یا ولی کی شبیہہ بنائی گئی ہے۔"

اقتضاء صفحہ ۱۶۰ : "فان تعظیم مکان لم یعظمہ الشرع شر من تعظیم زمان لم یعظمہ فان تعظیم الاجسام بالعبادۃ عندھا اقرب الی عبادۃ الاوثان۔"

"تحقیق تعظیم مکان کی جس کی تعظیم شریعت نے نہیں فرمائی۔ یہ بہت بُری ہے تعظیم زمانہ سے جس کی تعظیم شریعت نے نہیں رکھی۔ پس تحقیق جسموں کی تعظیم ساتھ عبادت کے ان جسموں کے قریب ہے بتوں کی عبادت کے۔"

تصویروں کی تعظیم و پوجا پاٹ نصاریٰ نے ایجاد کی ہے

"فان النصاریٰ عظم الانبیاء حتی عبدوھم وعبدوا تماثیلھم والیھود استحقروھم حتی قتلوھم۔"

"نصاریٰ نے انبیاء کی تعظیم اس طرح کی کہ ان کی عبادت شروع کر دی اور ان تصویروں کی عبادت بھی کی اور یہودیوں نے ان کو حقیر خیال کر کے قتل کر دیا۔"

فائدہ : جن کاموں کو یہودی بھی کفر سمجھیں وہ آج مدعیانِ اسلام کا مذہب ہے سبحان اللہ!

فرق مابین مساجد و مشاہد

مولوی اسماعیل نے دو تین چیزوں پر بڑا زور دیا ہے کہ کعبہ شبیہہ بیت المعمور کی ہے اور مساجد شبیہہ کعبہ کی، جیسا کہ براہین کے صفحہ ۸/۹ پر اور روضہ بنانا خود قرآن میں موجود ہے روضہ کی شبیہہ و تمثال تعزیہ ہے۔

"و یعملون لہ ما یشاء من محاریب و تماثیل۔"

"جن بناتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے محاریب و تماثیل جو وہ چاہتا تھا۔"

محاریب جمع محراب کی ہے اور مراد اس سے روضہ ہے، جو قبروں پر ہوتا ہے اور تماثیل سے مراد تعزیہ شیعہ ہے۔

الجواب بعون الملک الوہاب : محاریب و محراب دونوں مفرد و جمع قرآن میں موجود ہیں۔ مفرد کا جو معنی ہوگا۔ وہی جمع کا بھی ہوگا۔ ورنہ مفرد و جمع میں عدم مناسبت ہوگی

قال تعالےٰ فی قصۃ داؤد علیہ السلام : "اذ تسوروا المحراب۔"

"جس وقت دیوار پر چڑھ کر عبادت خانہ میں آئے"

وھو قائم یصلی فی محراب۔

"وہ کھڑا ہو کر عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔"

اور حرب لڑائی کو کہا جاتا ہے محراب مقام لڑائی کو۔ معلوم ہوا کہ محراب جس کی جمع محاریب ہے لڑائی کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اس پر سوال وارد ہوا کہ عبادت خانہ لڑائی کی جگہ کس طرح ہوا؟ تو اس کا جواب صاحب "مفردات راغب" نے دیا ہے صفحہ ۱۱۱

"ومحراب المسجد قیل سمی بذالک لانہ موضع محاربۃ الشیطان والھویٰ وقیل سمی بذالک لکون الانسان فیہ ان یکون حریبًا من اشغال الدنیا۔"

"کہا گیا ہے کہ محراب مسجد کا نام اس کا محراب اس واسطے رکھا گیا ہے کہ یہ جگہ ہے کہ واسطے لڑنے شیطان اور خواہشات کے اور کہا گیا کہ اس واسطے محراب نام رکھا گیا کہ انسان اس میں مسلوب ہوتا ہے یعنی فارغ ہو جاتا ہے دُنیا کے شغل سے۔"

فائدہ : ان آیات سے تو یہ ثابت ہوا کہ محاریب مساجد کو کہتے ہیں جیسا خود ظاہر ہے کہ بیت المقدس کو جنوں نے تیار کیا تھا یا محاریب قلعوں کو کہتے ہیں جن پر

لڑائی پڑی جاتی ہے آج تک کسی مفسر نے روضے بنانا، نہ مراد لیا ہے نہ لے سکتا ہے
فریقین کو مسلّم ہے کہ بناء علی القبور جائز نہیں تو شبیہہ تو قطعاً حرام ہوئی۔ باقی تماثیل سے
مراد تعزیہ لینا جس تعزیہ کو امیر تیمور لنگ نے بنایا جو حضور والا کا تیرھواں امام پاک ہے اور
جو تعزیہ جناب آجکل نکال رہے ہیں اگر آپ اس تعزیہ کو اپنے کسی امام کے قول سے اس
آیت سے ثابت کردیں تو نقد ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

آئیے! مردِ میدان بنیئے، ہزار روپیہ انعام وصول کیجئے! امام کے قول سے یہ
ثابت کردیں کہ امام نے فرمایا ہے کہ ان تماثیل سے مراد تعزیہ ہے۔

باقی رہا مسجد و امام بارہ کے متعلق

اس کے متعلق عرض ہے کہ مساجد کے آباد کرنے کا حکم بار بار اللہ تعالےٰ
نے فرمایا ہے اور مساجد کو اپنا گھر فرمایا ہے اور یہ حکم کہ میری مساجد میں "فلا تدعوا
مع اللہ احدا" خدا کے ساتھ کسی غیر کو نہ پکارنا۔

خواہ کسے باشد، میں کسی ضد کی بناء پر نہیں کہتا، ایماناً عرض کر رہا ہوں کہ میں
نے جہاں تک قرآن کی روشنی میں دیکھا ہے تو امام بارہ مسجد ضرار کے حکم میں نظر آیا ہے
جس کے منہدم کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ یہی حکم امام باڑوں
کے لیئے ہے۔

ہندوستان میں تعزیہ کی بناء و ایجاد کس طرح ہوئی؟

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی
نقوی مجتہد العصر لکھنؤ نے اپنی کتاب "عزائے حسین" کے صفحہ ۷۸ پر یہ سبب بیان فرمایا
اوّل فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سلطنتِ مغلیہ قائم ہوگئی تو بہت مشہور بات ہے

کہ تعزیہ سب سے پہلے تیمور بادشاہ نے بنایا۔ (ختم)

پھر اس کا سبب خود بیان فرماتے ہیں:-

بہرحال اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس کا سبب یہی ہو سکتا ہے کہ حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کی زیارت کو ہر حال جانا نہایت دشوار تھا اس لیئے
اشتیاقِ زیارت کی پیاس بجھانے کے لیئے تعزیہ کو بنایا تاکہ بجائے روضۂ اطہر کے اس شبیہہ
کی زیارت کر لیا کریں۔

نوٹ:- اس عبارت و تحقیق مجتہد نائب امام مہدی سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص
اصلی چیز تک نہیں جا سکتا تو اس کی شبیہہ خود ذہن سے تراش کر بنالے۔ تو اس کی پوجا
سے بھی ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اہل ہنود حق بجانب ہوئے کہ ہم خدا تک تو قطعاً
جا سکتے ہی نہیں لہٰذا یہ بُت خدا کی مثال و شبیہہ ہیں ہم ان کی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

دوم: مسلموں کا فرض ہے اب کعبہ بنا کر یہاں بلکہ ہر بستی میں حج کر لیا کریں چونکہ
ہر سال حج کو جانا دشوار ہوتا ہے۔

خوب! اگر جروی رافضی قرآن سے تعزیہ کا ثبوت دیتا ہے اور مجتہد صاحب صرف
اپنی خواہش بتا کر ضرورت کو پورا فرما رہے ہیں اور حرام کو حلال بنا رہے ہیں اور شیعہ اُن کو
اپنا "احبار و رہبان" مان رہے ہیں۔

"اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ"

"انھوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب بنا لیا تھا"

خوب فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر تمثال و شبیہہ کے متعلق:

"ماھٰذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون"

یہ کیا بت ہیں جن کے سامنے تم عبادت کے لئے بیٹھے ہو"۔

فائدہ :۔ مولوی اسماعیل صاحب! آپکا تعزیہ ان تماثیل کے حکم میں ہے۔

ثبوت زنجیر زنی

گوجروی صاحب نے زنجیر زنی کا ثبوت پیش فرمایا:۔

"سورۃ یوسف میں عورتوں نے عشق یوسف میں ہاتھ کاٹ ڈالے تھے ہم شیعہ بھی عشق حسین رضی اللہ عنہ میں زنجیر مارتے ہیں"۔

الجواب :۔ عورتوں کے دل میں محبت زنار کی تھی جیسا کہ خود قرآن نے گواہی دی ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۔

"کہا بادشاہ نے کیا حال تھا تمہارا؟ جس وقت مانگا تھا تم نے یوسفؑ سے اسکے نفس سے"

اور حیات القلوب جلد ا صد ۲۱۱ پر ہے:

"ہر یک ازآں زناں بسوئے یوسفؑ فرستادند و یوسف را بسوئے خود خواندند"

ہر ایک عورت نے یوسف علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا اور اپنی طرف اسکو دعوت دی

فائدہ :۔ کیا آپ زانیہ عورتوں کی تاسی کرنا چاہتے ہیں۔ کیا زانیہ عورتوں کی اقتدار آپ کو منظور ہے کیا زانیہ عورتوں کے افعال دین ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ امام رازی نے فرمایا ہے کہ انھوں نے نورِ نبوت کو دیکھ کر ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ غلط ہے۔ نورِ نبوت ان آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا وہ قلب کے

لہ جس طرح شیعہ کو ان کافر عورتوں کا عمل مقبول ہے اسی طرح ان کا عقیدہ بھی مقبول فرماکر انہی میں جذب ہونے کا اعلان فرما دیں تو اچھا ہوگا۔

سے دیکھا جاتا ہے اور جس کو نور نبوت دکھائی دیتا ہے اس کے دل میں زنار کی محبت نہیں رہتی چہ جائیکہ کافر رہیں۔

گوجروی صاحب! وہ کافر تھیں آپ کو کافروں کی اقتدار نصیب ہو، اچھا ہوگا انہی میں جذب ہو جاؤ! آپ ماتم حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اپنی اس دلیل کا ماتم کریں تو بھی کم ہے۔ گوجروی صاحب نے ذوالجناح کا ثبوت اور شہادت حسینؓ کی خبر پر مدینہ والوں کا رونا جب کربلا کی طرف سے ان کو لے کر روانہ ہوئے تو رونا جس کو پیٹنا فرماتے ہیں ان تمام کے ثبوت میں شیعہ کتب سے مثلاً تاریخ احمدی، ریاض القدس، لہوف اور مقتل ابی مخنف پیش فرمائی ہیں، یہ تمام کتب شیعہ کی اور یہ بھی مرثیہ خوانی کی نہ حدیث یا تفسیر یا فقہ کی ہیں اور ان میں ایک روایت تک بھی کسی امام سے پیش نہیں کی گئی۔ نہ سکتا تھا۔

سوال تھا کہ لباس سیاہ کا ثبوت، عاشورہ کا عشرۂ اول میں ماتم کرنا، مردوں و عورتوں کا جمع کرنا، لکڑی و کپڑے کا تابوت بنانا پھر اس پر نذریں و چڑھاوے چڑھانا معمولی ٹٹو کو ذوالجناح بنانا، زنجیر مارنا، خاک رمانی کرنا۔ اور وقت مقررہ ذاکر کی سیٹی پر جمع ہو کر پریڈ شروع کر دینا۔ اس کا ثبوت امام کی قولی حدیث و فعلی حدیث سے پیش کریں لوط بن یحییٰ اور ابی مخنف وغیرہ آپکے امام نہیں وہ بھی اسمٰعیل جیسے مولوی ہیں اگر کسی مولوی کا قول ہی حجت ہے تو اسمٰعیل نے بھی بے مغز خرافات "براہین ماتم" میں جمع کر دیئے ہیں۔ ان کو ہی قرآن و حدیث رسول سمجھ لیا جائے آئندہ شیعوں کی جو نسلیں آئیں گی وہ اسی "براہین ماتم" کو ہی ماتم کے ثبوت میں پیش کریں گی اور کہیں گی کہ ایک مبلغ اعظم ہونے کی حیثیت سے کب اتنا جھوٹ بول سکتا ہے اگر ماتم کرنا کارِ خیر نہ ہوتا تو وہ

کیونکر فرماتا کہ ماتم کرو! ۔

مولوی اسماعیل صاحب! آپ کی حیاداری کی تو اس وقت سے حد ہو گئی جب مناظرہ بھیرہ میں ناچیز نے اپنے کانوں سے سُنا کہ آپ شیعوں کو فرماتے تھے اے شیعو! آپ زینبؓ کی سُنّت ادا کرو، اپنی پردہ دار کنواری لڑکیوں کو بے پردہ گلی کوچہ میں پھراؤ۔

اب، بفضلہٖ تعالیٰ اسماعیل کی کوئی ایسی دلیل نہیں رہی جس کا ناچیز نے جنازہ نہ نکالا ہو، موجودہ ماتم شیعہ صریح شرک ہے کچھ افعالِ قبیح بدعت ہیں۔ یہ رسُومات صریح بے حیائی ہیں دین سے تمسخر ہیں جن کے کرنے سے انسان کا ایمان و اعمالِ صالح ضائع ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی شیعہ مولوی میں غیرت و جرأت ہے تو بسم اللہ! ہم حاضر ہیں محض خدائی دین کی حمایت کے لئے، میں صرف دو ۲ مسئلے پیش کروں گا ان پر مناظرہ کر لے جس طرح چاہے

(۱)۔ موجودہ ماتم و تعزیہ شرک ہے۔ ثبوت بذمّہ ناچیز، تردید بذمّہ شیعہ

(۲)۔ موجودہ ماتم کرنے سے ایمان و اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

شرط یہ ہے کہ مقابل کوئی عالم ہو، نہ کہ ذاکر۔ خود مولوی ہمّت کرے تو ہم حاضر ہیں۔ جس شخص نے بھی جواب دینے کی ہمّت کرنی ہو وہ حامل المتن جواب لکھے ورنہ جواب کو جواب نہ سمجھا جائے گا۔

الداعی الی الخیر

اللہ یار خان، مقام وڈاکخانہ چکڑالہ ضلع میانوالی۔

اعجاز

مصنف کی دیگر تصانیف

☆ تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین

☆ ایمان بالقرآن

☆ تفسیر آیات اربعہ

☆ تحقیق حلال وحرام

☆ بنات رسولؐ

☆ سیف اویسیہ

☆ شکست اعدائے حسینؓ

☆ داماد علیؓ

☆ الجمال والکمال

☆ الدین الخالص